Title – RADDUL MUWAZANA.

Creator – Meer Afzal Ali Zaur.

Publisher – Matba Tasweer Alam (Lucknow).

Date – 1326 H

Pages – 72.

Subjects – Urdu Shayari – Tanqeed.

جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل کان زهوقا

ردّ الموازنہ

...لفہ شمس الشموس اوج سخنوری قمر الاقمار بروج نکتہ پروری
...ضائل مآب جناب میر افضل علی صاحب متخلص بہ ضو
...صحیح و فرمایش ادیب باکمال خطیب بے مثال حاوی
...لوم معقول و منقول - جناب سردار مرزا صاحب خلف
...ۃ الاسلام حضرت مفتی نواب مرزا صاحب قبلہ مرحوم
طاب ثراہ ساکن کاظمین شریفین لکھنؤ

...علان - جناب مولف نے حق تصنیف جناب مرزا صاحب موصوف الذکر کو ہبہ کر...
...کوئی صاحب تاجر و غیر تاجر بغیر اونکی اجازت کے کسی نوع سے اس کتاب کو طبع نہ فرمائیں

مطبع تصویر عالم لکھنؤ میں چھپی

...۱۰۰۰ جلد) بہ نشان مذکور جناب سردار مرزا صاحب سے کتاب ملیگی (قیمت بلا محصول ۴ روپیہ ...)

ذرا آپ ملاحظہ کیجیے

حقیر سراپا تقصیر نے یہ مطبع مسمیٰ بہ تصویر عالم پریس محض اس غرض
کہ اسمین ہر قسم کا کام طلائی نقرئی سبز اودہ سرخ سفید اور جو رنگ مطلوب ہو
صفحہ پر کئی رنگ ہون طبع ہون اور یہی وجہ ہے جو لوگ کہ کار
کرتے ہین وہ سب اچھے کاریگر ہین کیونکہ ہم اجرت بھی اکثر اونکو
دیتے ہین اور کاتب بھی اول درجہ کے خوشنویس موجود ہین لہٰذا
عالی حوصلگی گذارش ہے کہ جنکو اپنی تصانیف بیش بہا اور فرمایشا
اچھے طور سے طبع کرانا ہو بندہ نوازی فرماکے ارسال فرمائیں اگر موا
نہ ہوگا تو کل روپیہ واپس دین گے ہان یہ ضرور ہے کہ جس درجہ کا عمدہ
ویسی اجرت بھی ہوگی مثل مشہور ہے کہ جتنا گڑ ڈالو اتنا میٹھا ہو
واضح ہو کہ ہر علم و فن کے کتب تصویر عالم پریس سے ملسکتی ہین اور کل
جناب مرزا دبیر صاحب مغفور خواہ جناب میر انیس صاحب مرحوم خواہ جناب میر
مغفور خواہ جناب میر مونس صاحب مرحوم و دیگر مداحان اہلبیت علیہم السلام
اور نوحہ جات بھی اکثر شعراء نامی کے موجود ہین —

المشتہر داروغہ سید محمد مالک تصویر عالم پریس لکھنؤ ڈیوڑھی

صحت نامہ رد الموازنہ ضو من ۹۳

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸	۳	دزوع	دزوغ
۸	۸	فاصل	فاضل
۱۴	۱۷	آپ سے	آپ نے
۱۶	۱۴	توروز	نوروز
۱۷	۴	اوستاد	اوستاد
۱۸	۱۱	جانتا ہے	جانتا ہے
۱۹	۱	خیالات	خیالات
۱۹	۲۰	سے	سہے
۲۲	۱۴	کہتا (دو جگہ)	کہنا کہنا
۲۳	۱۸	حاتی	حاتی
۲۴	۱	بہتہ	بہتر
۲۴	۴	رخیم	ذخیم
۲۴	۱۶	ہوئی	ہوی
۲۹	۳	۰	وغیرہ وغیرہ نہیں
۲۹	۱۵	کوئی	کوئی
۳۰	۹	لیحاکر	لیجاکر
۳۰	۱۶	دسوب	دہوپ
۳۰	۴	صوبیہ	صوبہ
۳۴	۲۱	رتبیب	زینب ۴
۳۵	۱	باک	باگ
۳۵	۵	منزل	منزل
۳۵	۱۱	غرب۔شرق	غرب وشرق
۳۶	۵	ث ان	فشان
۴۱	۱۴	باکند	ناکند
۴۳	۱۹	کرو یا	کردیا
۴۴	۱	مرتیون	مرثیون
۴۵	۱	سرافیل	سرافیل
۴۵	۴	نکزم	قلزم
۴۵	۵	زباقی	زبانی
۴۵	۱۱	زبالی	زبانی
۴۶	۵	و۰خود	وہ خود
۴۸	۱۶	رمصارح	مصاریع
۵۱	۳	کرلے	کرینے
۵۲	۳	زوا سیے	وا سیے
۵۲	۳	ملا سینے	ٹلا سینے
۵۲	۷	مارنے	ٹھوسنے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً للہ رب العالمین ومصلیاً علی خیر المرسلین محمد وآلہ الطاہرین۔
امّا بعد۔ سید افضل علی۔ ضو تخلص۔ اڈیٹر و مالک مہر روزہ اخبار لکھنؤ سابق
تلمیذ جناب میر اسمعیل حسین صاحب منیر شاگرد رشید حضرت دبیر رحمہما اللہ تعالیٰ۔
والحال تلمیذ فخر المتقدمین۔ اوستاد المتاخرین۔ المحقق العلام والمدقق الفہام
جناب مرزا اوج صاحب دام ظلہ خدمت ارباب انصاف مین یون صرف کلام ہو کہ

دنیا عجب مقام ہی

کوئی ملک گیری مین مصروف۔ کوئی گوشہ گیری پر مالوف۔ کوئی مدہوشی شراب کو
ہوشمندی سے بہتر سمجھنے پر مچل رہا ہی۔ کوئی آنکھین بند کیے چشم دل سے
ارضیات و فلکیات کی سیر مین مشغول رہا ہی۔
کسی کو کھلی ہوئی آنکھون پر بھی خاک نظر نہین آتا۔ کسی سے باوجود طاقت رفتار

کہین جایا نہین جاتا۔ کوئی مشرق مین بیٹھا ہوا مغرب والون کو سبق دے رہا
ہی۔ کوئی کیچڑ مین لت پت ہو کر دادِ بے پروائی لے رہا ہی۔ بعض گیند دھڑکے
مین مشغول ہین جب اِنکے قدردان دادِ کمال دیتے ہین۔ یہ اُنکو جھک کر
سلام بھی کر لیتے ہین۔ کچھ ہوشیاری ہاتھ سے نہین جانے پاتی۔ بعض
بھاگنے کی مشق مین۔ نظر یہ سے بھی دُور۔ کوسون کی دوڑ لگا رہے ہین
بگٹٹ جا رہے ہین سستی کیسی سستانے کی بھی فکر پاس نہین آنے پاتی۔
کوئی نکما اپنے ہاتھون بے شغلی کے جنجال مین پھنس رہا ہی۔ لطف یہ ہی کہ
ایک دوسرے کو بے وقوف سمجھ کر ہنس رہا ہی۔ کوئی بیچ چوک مین جہان
ذرا سر اوٹھا کر دیکھنے پر چپت رسید ہوتی ہی۔ وہ کسی خاص گھر کی جانب
آنکھین گڑوئے ہوئے دیکھ رہا ہی۔ طرح طرح کی ذلتین رسوائیان سہہ رہا ہی۔
اسپر بھی منظورِ نظر غائب۔ مگر یہ پہلے سے بھی زیادہ راغب۔ کوئی کسی معشوقہ
کو بہکا کر بھگا لیجانے کی فکر مین۔ کوئی شکر و شکایت کے پردے مین۔ انہونی
باتون کے ذکر مین۔ کوئی ہجر و وصل کے مزے چکھتا ہی۔ کوئی آپ کو ان
جھک جھورون سے محفوظ رکھتا ہی۔ کوئی اپنے موروثی باغ مین گنجان
پیڑون کو چھانٹ کر گھانس جھاڑ رہا ہی۔ کوئی سیکڑون برس کے منصوبے گانٹھ کر
آم خرمے کے شجر لگا رہا ہی۔ کوئی گھنیری چھاؤن پر دلدادہ۔ کوئی جھاڑ جھنکاڑ
سے دل گرفتہ۔ ناچار رنگارنگ محلون کے کھدوانے پر آمادہ۔ کسی کو پھول پتی
کے ناندون کا گھراؤ مرغوب۔ کسی کو بار آور درختون کا سجھاؤ مطلوب۔ کہین
نہرون مین فوارے انوکھی چال چل رہے ہین۔ سرشوخ پانی سے حوض ابل
رہے ہین۔ کہین بے رحم سیلاب اپنی سرد مہری سے اونھین نہرون کو جو
لہو پانی ایک ہو کر تیار ہوئین تھین۔ خاک دہول سے ہموار کر رہا ہے۔

تازہ دستکاری دکھلا رہی ہے۔ کوئی جعلساز۔ کوئی راست باز۔ کوئی عبادت
گزار۔ کوئی زناکار۔ عمداً و جبراً۔ کوئی اپنے محارم کی بےحرمتی کے شوق مین۔
کوئی اپنی بہو بیٹی کے ذوق مین سراپا بےخبر۔ کسی کی کارروائی بےاثر۔ کوئی
فائز المرام۔ کوئی ناکام۔ کسی کا دلال خیال شکستہ یا کسی کی کوشش وصال بیجا۔
کوئی اس عبارت پر بہرہ اندوز وصلت۔ کوئی تودہ تفنگ ملامت۔ کوئی
شہرت کے دھن مین۔ نام آور لوگون کے گھونگروالے بتون مین اپنی گمنامی
کے بل کھولنا چاہتا ہے۔ کوئی دنیا بھر کو بےوقوف سمجھکر۔ اپنی بےخردی
کی جنس میزان عقل مین تولنا چاہتا ہے۔ کسی نے حصول دنیا کے لیے دین کو
کھویا۔ کسی نے تخم رہبانیت بویا۔ اس طوفان اضداد مین اسی کا بیڑا پار ہے۔
جسے حق سے سروکار ہے۔ بغیر اسکے علم و فضل سب بےکار۔ کیونکہ علم و فضل
سے خدا و رسول کی معرفت۔ آل رسول کی مودت۔ معاشرت مین انسانیت۔
انصاف کی نیت۔ حق شناسی کی عادت۔ معاملت مین دیانت۔ افعال
ناشائستہ سے ندامت۔ اپنے بیگانے سے مروت۔ حاصل ہونی چاہیے
اگر نہین۔ تو اوس علم سے۔ جہل و جنون۔ بدرجہا بہتر ہے۔ بات یہ ہے کہ جن صاحبون
نے علم الانسان + علم الحیوان + علم نباتات + علم جمادات + علم طبعیات +
علم معدنیات + علم جر اثقال + علم مناظر و مرایا + علم جغرافیہ + علم فلاحت +
علم حرفت + وغیرہ حاصل کیا ہے بعض اون مین سے مثل بعض اکابر علماے
یورپ کے۔ خدا سے بھی مستغنی نظر آتے ہین۔ اور یہ کچھ تعجب کی بات نہین
اسلیے کہ علوم مادیات کا یہی اقتضا ہے کہ انسان جتنی مادیات مین ترقی کرتا جاتا ہے
اوتنی ہی۔ روحانیات و باطنیات مین۔ پستی حاصل ہوتی جاتی ہے۔
یہان تک کہ تمام روحانیات سے انکار کر بیٹھتا ہے۔ اور پھر وجود واجب الوجود کے

اعلیٰ مراتب معرفت کی جانب تدریج دشوار ہوتا ہے - یہ ساری خرابی - علم
ما بعد الطبیعت کے نہ جاننے سے اور دینیات کے نہ ماننے سے پیدا ہوتی ہے -
پس چاہیے کہ پہلے الٰہیات و دینیات و علم کلام پڑھکر پختہ ہو جائین - تب
مادیات حاصل کرین - عام اس سے کہ وہ کسی زبان مین ہون - کچھ انگریزی
کی خصوصیت نہین جس سے علماے فریقین حذر کرتے ہین - بلکہ علوم مادیات
جس زبان مین پڑھائے جائینگے - البتہ بے دینی کا اثر پھیلائینگے - یہ قول تجربہ
کا ہے - ورنہ کوئی ہم سے پوچھے -

شعر

برگِ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار
ہر ورقے دفتریست معرفتِ کردگار

دیکھو یاد رکھو + جو شخص دینیات کو نہ مانے حق ناحق کو نہ پہچانے بڑا
خوفناک آدمی ہے - ایسے شخص سے نیکی کی توقع ہو ہی نہین سکتی -

حاشیہ

[۱] اشارہ ہے حکماے مشائین کی طرف -
[۲] اشارہ ہے حکماے اشراقین کی طرف -
[۳] اشارہ ہے حکیم دیو جانس کی جانب -
[۴] کیا ورزش کے لیے اور کوئی طریقہ نہین نکل سکتا -
[۵] کیا شطرنج کی چال یا قواعد جنگ کی رفتار جو دوڑ تک ہو فائدہ مند نہین -
[۶] اشارہ ہے قوم کی طرف جو پیشہ کو عیب سمجھتی ہے اس جگہ یہ دو ترکیبین زبان قلم پر آگئیں -
کہین ایسا نہو کہ انپر بھدے پن کا الزام لگایا جائے - مگر ہم انکے بولنے پر مجبور رہین جیسا کہ

نازک فہم انکے نہ سمجھنے پر معذور ہے
اشارہ ہے۔ خلیفہ ولید صاحب بن یزید کی جانب جنھون نے اپنی دختر جمیلہ کا ازالۂ بکر فرماکر یہ شعر کہا تھا۔

شعر

مَن رَاقَبَ النَّاسَ مَاتَ غَمّاً
وَفَازَ بِاللَّذَّةِ الْجَسُورُ

کذا فی کنز المعرفت مصنفہ جناب حکیم امجد علیخان صاحب مغفور ڈپٹی کلکٹر امروہوی + معنی شعر + جسنے پاس و لحاظ کیا آدمیون کا مرا وہ از روے غم کے + اور پہنچا ساتھ اک لذّت خاص کے حد سے تجاوز کرنے والا۔ مطلب یہ ہے کہ جسنے تجاوز کیا حد سے اوسے حد سے متجاوز لذت حاصل ہوئی۔
ایک شخص نے نام آوری کے لیے سیکڑون جتن کیے جب کچھ نہوا۔ تو چاہ زمزم کی جگت پر پیشاب کرنے کو ہر پڑا کر بیٹھ گیا۔ اوس وقت سے وہ آج تک ضرب المثل ہے۔ اس شخص کے ہم خیال اس زمانے مین بھی بہت ہین۔
بعض علماے فریقین جنکے بعض وعظ کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ انسان خدا کی دی ہوئی قوتون سے اعتدال کے ساتھ بھی کوئی کام نہ لے معطل محض ہو جائے۔
آلِ رسولؐ کی مودت جسکو آنحضرتؐ نے تبلیغ رسالت کے صلہ مین اپنی امت سے طلب فرمایا ہے۔
جیساکہ بعض اسکولی تربیت یافتہ اشخاص۔ ہماری معزز گورنمنٹ جو رفاہ پسندی ویلے تعصبی مین اور رحمدلی و عدالت پژوہی مین اپنا عدیل نہین رکھتی سے اونکے اپنے حقوق مانگتے ہین۔ چاہیے کہ احاطہ رعیت مین فرمان بردار رہ کر رعایت کے خواہان ہون۔

ندامت و انابت ہر گنہگار کے لیے ضروری ہے تا کہ رستگار ہو۔

(عبارت رد الموازنہ)

دیکھو اک کتاب مسمّے بہ (موازنہ انیس و دبیر) طبع ایجاد مولوی صاحب مشفق مصاحب شبلی و نعمانی۔ میرے ملاحظہ میں آئی۔ سخت حیرت ہوئی میں پہلے شبلی صاحب کا نام ہی نہیں سمجھا۔ یہ پہیلی بوجھنا مشکل ہوئی۔ آیا دیکھنے میں ہے یا کھانے میں۔ چرندوں میں ہے یا پرندوں میں۔ کہاں کا دستاور ہے۔ سمجھ کیا کوئی شخص۔ بغیر کتب لغات کی جانب رجوع کیے ہوئے سمجھ نہیں سکتا۔ باوجود اسکے یہ نام میمونیت کے باعث بھلائی سے محفوظ ہے۔ اتنا سمجھ میں آیا کہ اس شستگی و رفتگی ترکیب نے خوب نام رکھوایا۔ ذرا سبحان اللہ۔ بعد نام کتاب یعنی (موازنہ انیس و دبیر) کے معنی کی طرف غور کیا۔ یہ تو سمجھ میں نہ آنا تھا نہ آیا۔ اسلیے کہ موازنہ اون دونو صاحبوں کا ممکن نہیں۔ مرحومین بہشت میں ہیں۔ اون کا یہاں لانا اور پھر ہنکا کر اسٹیشن ریل پہ لیجانا۔ اور وہاں مال ترازو پر تلوانا۔ محالات سے ہے۔ اور بغیر اسکے موازنہ ہو نہیں سکتا۔ اگر کہا جائے کہ لفظ کلام مقدر ہے۔ تو وقت پسندی جو شبلی صاحب کو سخت ناپسند ہے۔ موازنہ کی بد نصیبی کا باعث ہو کر شستگی و رفتگی میں داغ لگائے گی۔ باایں ہمہ شبلی صاحب کے نامی و گرامی ہونے میں کوئی حرف نہیں آسکتا۔ وہ بڑے حضرت ہیں + ذات شریف۔ بلکہ شیخ اشرف۔ اگر ہندو ہوتے + تو روتار + نہیں تو بہ + اوتار سمجھتے۔ شبلی نام اک ولی کامل کا۔ اسگلے زمانے میں۔ ۵۔

گدولی این ست آنہم بدولی

نعمان بروزن ثعبان — اک بادشاہ کا نام ملوک عرب مین سے جیسے
نعمان بن منذر کہتے ہین — اور نام اک شخص مجرم کا جسے نوشیروان عادل
نے ہاتھی کے پیرون کے نیچے ڈلوا کر کچلوا دیا تھا — اور نام ابوحنیفہ صاحب کا
(کذا فی الغیاث) دیگر کتب سیر مین وارد ہے — کہ ان مجتہد صاحب کے والد
کا نام (زوطی) تھا — اور یہ مجتہد صاحب کپڑا بنتے تھے — یہی آپ کا پیشہ
و شغل تھا — (نصیحت) کاش اس زمانے کے لوگ بھی اگلے زمانے
والون کی طرح ہنر کو عیب نہ سمجھین — کوئی کام سیکھین — جس سے بلائے
فاقہ کشی سے افاقہ ہو — اب ہم حیران ہین کہ ان چارون مین کسکی جانب
نسب کی نسبت دین — از بسکہ ابوحنیفہ صاحب سرامد مجتہدین
زمانہ تھے — اگر انکی تقلید نسب مین بھی کی جائے — تو بظاہر کوئی
بری بات — نہین معلوم ہوتی — بلکہ باعث فخر ہونا چاہیے — اگرچہ نسب خلقی
ہے — لیکن جبکہ منسوب الیہ مان لے — ورنہ ہمکو نسب کے تانے بانے
سوت پہرانے سے کیا علاقہ — الحاصل — یہ کتاب سرکہ آسا اور
رسالہ قند نما — مرکب غریب و ترکیبات عجیب کا مجموعہ ہے — اور
ہٹ دھرمی کا متن مجموعہ ہے — جس سے شبلی صاحب کی بخوبی شہرت
ہوگئی — اس سرے سے اوس سرے تک کوئی لفظ ایسا نہین کہ
نادر الوجود نہ ہو باوجود اسکے اوس کتاب کی چار سطرین بھی متکاثر غلطیون سے
اور متنافر الفاظ سے محفوظ نہ رہ سکین — اگر ہم ان لغزشون کو
دکھلائین تو ہر لغزش کے لیے اک جداگانہ عصا تیار کرنا پڑے — لیکن
مشتے از خروارے — جہان ضرورت ہوگی ہم بعض عبارتون کا ذکر کرینگے —
یہ کتاب مشتمل بر آب حیات + کشتہاے صدف کا مخزن ہے —

(بہارستان سخن) تسامح کا سد ن -

حاشیہ

کتاب آب حیات کے دُر و وغ مضامین سکے جتنمون کو اک غوّاص سخن نے تنقید کے تیجے موتیون سے پاٹ دیا ہی - اور اوس کا نام + تنقید آب حیات ہ رکھکر شائع کیا ہی - مطبع تصویر عالم سے شاید مل سکے افسوس ہزار افسوس - جناب مولوی محمد حسین صاحب پانی پتی - مولّف آب حیات کی حیات شریف و شیرین مرض جنون کے چھینٹون سے تلخ ہوئی + سچہ ہی + عارفان خدا کو کسی پیرائے مین برا کہنا اچھا نہین ہوتا - اب رہی بہارستان سخن وہ بحرالعلوم فاضل کامل حاوی معقولات و طبعیات جناب مولوی امداد امام صاحب کی تصنیفات سے ہی - اونکی سخن سنجی کا کیا کہنا داد نکتہ دانی دی ہی - شاعری و تخئیل کو اس فصاحت و خوبی کے ساتھ بیان کیا ہی - جس سے زیادہ خوش اسلوبی ممکن نہین - باینہمہ محل تخئیل مین بمقتضاے بشریت دھوکا کھایا ہی - اس کے سوا اون پر کوئی الزام عائد نہین ہو سکتا - تعجب ہی کہ ایسا ہمہ دان - چوک جائے - اسی جہت سے اونھون نے کتاب بھر مین کہین کلام مرزا صاحب مرحوم کا ذکر نہین کیا - اب ہم سے سنیئے صبح دشت کربلاے معلےٰ کیسی جنگل ہند و ستانکی صبح نہین ہی - اور نہ ہمارے تمھارے کسی باغ کی صبح ہی - اسی طرح براق حضرت خیر الورا و دُلدُل حضرت علی مرتضےٰ - ذو الجناح حضرت خامس آل عبا - عقاب حضرت علی اکبر شبیہ پیغمبر - اور اسپ باوفاے حضرت ابو الفضل العباس روحی فداہ جس نے راکب کے ساتھ تین دن کی پیاس مین علقمہ کا پانی باوجود حکم راکب نہین پیا - اور سب حضرات شہداے کربلا علیہم التحیتہ والثنا کے گھوڑے اون حضرات کی برکت سواری سے ہمیشہ کے سے مرکب نہین رہے تھے - اور اون حضرات کی شمشیرین اور تیغین اور اونکی

شمشیر زنی خصوصًا برشش ذوالفقار حیدر کرار غضنفر ارا اور مشہور تھی۔ پس
ہمہ شما کی تلواروں سے اور قوت حرب وضرب سے فطرتی تقابل
نہین ہوسکتا۔ بلکہ یہ تقابل من قبیل ہجو اور سبب سبعیت ہو تو
عجب نہین بشرطیکہ ناظم کی نیت عمدًا تنزل کی طرف ہو۔ ورنہ
بے محل ہونے مین تو شک نہ ہوگا۔ پس اون حضرات کی تعریف
مین مافوق العادت مضامین اعجاز و کرامت نظم ہونا چاہیے ہین
جیساکہ معمول ہوا اور حصہ و خاصہ مرزا صاحب مرحوم کا ہے جو سوا اونکے
اور کسی کے کلام مین نہین پایا جاتا لیکن بہ ندرت مثلاً

شعر

نہہ کرسی فلک نہد اندیشہ زیر پا
تا بوسہ بر رکاب قزل ارسلان دہد

اسپر دبہارستان سخن ، مین خلاف فطرۃ ہونے کا الزام لگایا ہے
اور درست و بجا ہے۔ مگر کہان سعد ہاری قزل ارسلان مین اگر یہی
شعر آنحضرتؐ کی مدح مین اسطرح پر ہوتا۔

شعر

نہہ کرسی فلک نہد اندیشہ زیر پا
تا بوسہ بر رکاب شہ مرسلان دہد

تو زنہار خلاف فطرۃ نہ ہوتا بلکہ نہایت مذاق صحیح کے مطابق و موافق ہوتا
بعینہ یہی حال اون حضرات کی تعریف نگاری مین کلام مرزا صاحب کا ہے
جنکو خدا نے مذاق صحیح دیا ہے
وہی سمجھتے ہین۔

شعر

آنانکہ می دانند می دانند

شعر

جوش وحشت میں نہیں چھیڑتے دیوانوں کو
ہمنے ناصح کو بتایا ہی یہ گرفت سمجھا

یہ اک مشہور شعر ہی مصنفہ۔ امیر کبیر شاعر بے نظیر عالیجناب نواب مستطاب معلے القاب سید عباس صاحب متخلص بہ سعید دام اقبالہ رئیس عظیم آباد و تلمیذ جناب مرزا اوج صاحب۔

(دفع دخل)

اگرچہ مرزا صاحب مرحوم نے فطرتی طور پر بھی کہا ہوا اور بحبت کثرت کلام مرزا کی بھی بہت سے بہت ہو جنمیں سے کچھ تعریفاً۔ کتاب واردات میں۔ صفحہ ۲۷۹ سے صفحہ ۲۸۰ تک اس نرمیہ میں دیباچہ کے شیر خوار کو ہشتم سے پیاس ہی۔ درج ہی لیکن وہ

شعر

اینچہ فخر تست آن ننگ من است

کی ذیل میں۔ بلحاظ نادر الکلامی ہی۔ نہ اصلی رنگ اون مرحوم کا جو مقول یہ کرامت ہوئے۔ فافہم

عبارت ردّ الموازنہ

کتاب موازنہ میں جہاں شاعری کا بیان ہی یہ عبارت ہی۔

شاعری کے دو جزو ہیں۔ مادہ و صورت
یعنی کیا کہنا چاہیے اور کیونکر کہنا چاہیے۔

انسان کے دل میں - کسی چیز کے دیکھنے
سے یا کسی حالت یا واقعہ کے پیش
آنے سے - جوش و مسرت - عشق
و محبت - درد و رنج - فخر و ناز - حیرت و
استعجاب - طیش و غضب - وغیرہ
وغیرہ کی جو حالت پیدا ہوتی ہے - اوس کو
جذبات سے تعبیر کرتے ہیں - ان جذبات کا
ادا کرنا شاعری کا اصل پہلو ہے -
ان کے سوا عالم قدرت کے مناظر -
مثلاً - گرمی و سردی - صبح و شام - بہار
و خزاں - باغ و بہار - دشت و صحرا -
کوہ و بیابان - کی تصویر کھینچنا - یا عام
واقعات اور حالات کا بیان کرنا -
بھی اس میں داخل ہے - لیکن یہ شرط ہے
کہ جو کچھ کہا جائے - اس انداز سے کہا
جائے کہ جو اثر شاعر کے دل میں ہو -
وہی سننے والوں پر بھی - چھا جائے -
یہ شاعری کا دوسرا جزو یعنی اس کی
صورت ہے - اور انھیں دونوں جزون
کے مجموعے کا نام شاعری ہے - باقی خیال بندی -
مضمون آفرینی - دقت پسندی -

مبالغہ ۔ صنایع و بدایع ۔ شاعری کی
حقیقت مین داخل نہین ۔ اگرچہ بعض
جگہہ یہ چیزین نقش و نگار اور زیب و زینت کا
کام دیتی ہین ۔

(اب ہم اس عبارت موازنہ کی لغزشین دکھلاتے ہین (
شبلی صاحب ۔ لکھتے ہین ۔ شاعری کے دو جزو ہین ۔
مادّہ و صورت ۔ یعنے کیا کہنا چاہیے اور کیونکر کہنا چاہیے ۔

ردّ الموازنہ

مادّہ بتشدید یہ ۔ اصل ہر چیز اور سامان ہر چیز ۔ اور سامان ترکیب
ہر شے کہ مادہ ہو واسطے غیر کے ۔ کسی چیز کی زیادت متصلہ ہین ۔
کذا فی الغیاث ۔ صورت کسی چیز کا پیکر و نقش و نمونہ ۔ کذا فی المنتخب
اب ناظرین باتمکین انصاف کی آنکھون مین اگر خاک نہ ڈالین ۔
تو حق کی صورت نظر آئے کہ مادّہ و صورت کی جو تعریف بیان ہوئی
ہے حاشا حقیقتاً و ماہیت در کنار بھلا ویسی کو کچھ بھی لگاؤ شعر و شاعری
سے ہے حاشا نہین اگر بطریق استعارہ و تشبیہ کہا جائے ۔
تو اس پر یہ حکم شبلی صاحب قانون حد سماعت عارض ہوگا اسلیے
کہ اونھون نے صنایع و بدایع کو جنمین استعارہ و تشبیہ و غیرہ
داخل ہین احاطہ شاعری سے نکال ڈالا ہے اور پھر اوسی سطح مین اونکو لاکر جھونک
دیا ہے ۔ بات اتنی ہے کہ یاد نہین رہا ۔ اون کے نزدیک نثر معقولے
اور تک بندی ہے یہ دو چیزین شاعری مین داخل ہین باقی سب ہیچ ۔
شبلی صاحب ۔ کیا کہنا چاہیے ۔ اور کیونکر کہنا چاہیے ۔

ردّ الموازنہ ـ شاعری پر کیا حصر ہی ہر بات اور ہر کلام کرنے سے پہلے آدمی کو یہ خیال چاہیے ـ کہ ہم کیا کہین اور کیونکر کہین ـ بلکہ ہر کام کے پہلے انجام کار پر نظر رکھنا چاہیے تاکہ اشہب نفس امّارہ کو شکستہ پائی حاصل نہ ہو ـ

شبلی صاحب ـ انسان کے دل مین کسی چیز کے دیکھنے سننے یا کسی حالت یا واقعہ کے پیش آنے سے ـ

ردّ الموازنہ ـ یہ عبارت بالکل خلاف محاورہ اردو ہی یون لکھنا چاہیے تھا ـ کسی چیز کے دیکھنے سے ـ سننے سے یا کسی حالت کے یا واقعہ کے پیش آنے سے ـ

(ہمارے اردو) جب تک یہ مادری زبان نہ ہو ـ ایسی ہی خرابیان واقع ہوتی ہین ـ

شبلی صاحب ـ جوش و مسرت ـ

ردّ الموازنہ ـ ان دونوں کے بیچ مین واو عاطفہ) اک عجیب الخلقت جانور ہی ـ جو کبھی کسی نے نہ دیکھا ہوگا ـ

شبلی صاحب ـ جذبات سے تعبیر کرتے ہین ـ

ردّ الموازنہ ـ نجانے کون لوگ تعبیر کرتے ہین ـ وہ شاعر تو ہرگز نہ ہون گے ـ کٹھ ملا صاحب ہون تو ہون ـ مرجع غایب المعنی فی بطن الشاعر ـ

(جذبات) یہ بھی نجانے کہان کی بولی ہی ـ جو اس مقام پر صرف ہوئی ہی ـ غالبًا) اسکول کی بولی ہو ـ ورنہ اردو مین تو غصّہ کے معنی پر بولتے ہین ـ مثلاً ـ (صاحب آپ کا جذبہ ہم نہین اوٹھا سکتے ـ

واضح ہو ۔ کہ بلغا شعرا نے اور محقق طوسی علیہ الرحمہ نے ۔ اس کو لفظ (تخییل) سے تعبیر کیا ہے ۔ اور یہی کہنا چاہیے کہ جامع و مانع ہے ۔ نہ کہ انڈ سنڈ ۔

شبلی صاحب ۔ اصل ہیولے ہے ۔

ردّ المواززنہ ۔ اوپر والے مادّہ ، صورت کے بعد پھر ۔ اصل ہیولے لکھ کر لکھنا آپ ہی کا حصہ ہے اہل ادب نہیں لکھ سکتے ۔

شبلی صاحب ۔ بہار و خزان ۔ باغ و بہار ۔

ردّ المواززنہ ۔ باغ و بہار کے بعد ۔ باغ ۔ اور اوس کی ۔ خزان ۔ کا ذکر نہ وارد ۔

یہ بھی آپ ہی کا ایجاد ہے ۔ اگر کہا جائے ۔ کہ قبل بہار و خزان لکھنے سے ۔ یہ مطلب آگیا ۔ تو پھر باغ و بہار کی کیا ضرورت تھی ۔

شبلی صاحب ۔ یا عام واقعات اور حالات کا بیان کرنا بھی ۔

ردّ المواززنہ ۔ اے سبحان اللہ ۔ عام واقعات کے بعد (حالات) کو لفظ ہندی (اور) کے ساتھ بہ عطف لانا ۔ آپ ہی کی قاعدہ دانی کا مقتضا تھا ۔

(عام واقعات) یعنے واقعات عام ۔ اس کو ترکیب مقلوبی کہتے ہیں ۔ سُنا آپ نے ۔ یہ فارسی ترکیب ہے اس کے بیچ میں (واو) عاطفہ فارسی چاہیے تھا نہ (اور) لفظ ہندی ۔ پس عام واقعات و حالات کہنا چاہیے تھا ۔

شبلی صاحب ۔ لیکن یہ شرط ہے کہ جو کچھ کہا جائے اس انداز سے کہا جائے کہ جو اثر شاعر کے دل میں ہے ۔ وہی سننے والوں پر بھی چھا جائے ۔

ردّ الموازنہ — یہ دوسری ہوئی — اگر چہا جانا ہرگز محاورہ نہین ذا نقہ کے ساتھ چہا جانا — اب کوئی بولتا ہی — شاہبندہ کوئی بولے گا آپکا ذکر نہین — اہل زبان کا بولنا مراد ہی — جون پور وا عظم گڈھ اور جگہ ہی — اور لکھنؤ اور مقام ہی —

شعر

سیکھ لو ای بلبلو یہ داستان کچھ اور ہی
لکھنؤ کے رہنے والون کی زبان کچھ اور ہی

یہ اک پرانے سلام کا مشہور مطلع ہی — مصنفہ عالی جناب فصاحت مآب مرزا محمد طاہر صاحب رفیع سلمہ اللہ تعالے —

اسی محاورہ دانی و سخن فہمی شبلی صاحب نے مرزا صاحب و میر صاحب کے باہم تقابل پر + خلاف اجماع + پبلک — سبھر کو بے وقوف ٹھہرایا ہی — خصوصا — اہل لکھنؤ کو اور عموما جملہ اردو دانان عالم کو بس جو شخص تمام عقلائے دہر کو احمق سمجھے — اور آپ کو عقلمند اوس کے لیے اس سے زیادہ اور کیا دلیل عقلمندی ہوسکتی ہی —

مصرع

تکبر عزازیل را خوار کرد

آپ کے ہم خیال وہی لوگ ہون گے جو محاورہ دانی و خوبی فہم مین آپ ہی ایسے ہون گے —

دلی کے بھاگون چھینکا ٹوٹا ان کی دیکھی دیکھا بچارہ و بنگالہ کی چونٹیان بہار پر چڑھنے لگین —

(کوا چلا ہنس کی چال اپنی چال بھی بھولا) —

لیکن اتنا خیال رہے کہ وہ (خیال فاسد) بھی کہین گونگے کا خواب ہوکر تعبیر مین یہ مثل نہ کہواے کہ (چھوڑو بی بلی چوہا لنگڑا اللہ دوڑا ہوکر جیئے گا)-

۵

شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن

ہر چند ہم کو حشرات الارض (بنگالہ و بہار) کے لکھنئے لوگون سے کچھ علاقہ نہین ہم اون کو قابل خطاب ہی نہین سمجھتے ہم کو کسی + خیال بد + کی جانب توجہ کی ضرورت نہین۔ من ضحک فضحک اس کا ہر شخص قائل ہی۔ آخرت کا مرحلہ تو آخر ہی۔ دنیا ہی مین کردار بد کی سزا ملجاتی ہی مقلد اپنی کورانہ تقلید کی وجہ سے خواہ دوڑتا ہوا خواہ لنگڑاتا ہوا بہر طریق اپنے رہبر کی چال چلتا ہی مگر انجام مین کف افسوس ملتا ہی۔

تنبیہ

جناب میر صفیر مرحوم بلگرامی کے عہد حیات مین فصیحتون کی عیدین ہو چکی ہین - کہین پھر - عید نوروز کا رنگ نہ ادچھلے - جو عظیم آباد سے مظفر پور ہوتا ہوا لکھنؤ اور حیدر آباد دکن تک پہنچے -

لیکن جو لوگ نسوان کی بدولت پرورش پاے کیے ہین اور متستفع ہوتے رہے ہین - اون کو حیا سے کیا علاقہ بہر حال آیندہ تضحیک کی عبارتون پر ہم بھی کوئی دقیقہ تضحیک کا اوٹھا نہ رکھینگے۔ العاقل تکفیہ الاشارہ - (دیکھیے) آب حیات کی مسلسل عبارتین باجملہ مضامین کے غلط ہونے پر بھی ایسی دلچسپ ہین کہ پہرون سنے جائین

اور بھی نہ ٹھہرے بخلاف نساخ صاحب بنگالوی کے کہ اونھون نے بعض محض
اصناف نظم و نثر مین کچھ نہ کچھ لکھا ہے لیکن اس نادر انداز کے ساتھ اگر اہل
ذوق کو سنائیں تو وہ کانوں پر ہاتھ رکھکر بھاگ جائیں —
اور یہی حال بعض شعرائے صوبہ بہار کا ہے کہ استادِ یگانہ مشہور زمانہ ہین
سب کچھ فرماتے ہین — مگر نہ جانے کیونکر اور کیا — صاحبانِ شعور
بچشمِ حیرت دیکھ رہے ہین اگر وہ چھیڑنے لگینگے تو ہم بھی دفاع کرینگے —
(رجوع بہ مطلب اول)
جس اثر کو شبلی صاحب نے لکھا ہے اوس کی یہ حالت ہے کہ ہماری
کتاب مقدس قرآن مجید — جو خدا کا مخلوق و منسوب بخدا کلام ہے —
اور معجزۂ مجسم ہے — اوس مین بھی یہ اثر نہین کہ عموماً سننے والون
پر ہو — تجربہ اور تاریخ شہادت دیتی ہے — کہ ابوجہل اپنے ساتھیون
سمیت تا زیست ایمان نہین لایا — حالانکہ یہی قرآن شریف
سنتا رہا — اور پھر کیونکر — کہ خود آن حضرت کی زبان فیض ترجمان سے —
بے چارے شعر — اور غریب شاعری کی کیا ہستی ہے — جس مین
وہ اثر ہو کہ جو قرآن مین بھی نہ پایا جائے —
توبہ اعوذ باللہ من ذالک
شبلی صاحب — باقی خیال بندی — مضمون آفرینی — دقت پسندی
مبالغہ + صنایع و بدایع — شاعری کی حقیقت مین
داخل نہین — اگرچہ بعض جگہہ یہ چیزین نقش و نگار اور زیب و زینت کا
کام دیتی ہین —
ردالموازنہ — زینت — کے بعد کا کام ہے بھی بہت ہی خوب —

لیجیے جن چیزون کو احاطۂ شاعری سے نکال ڈالا تھا وہ زیب و
زینت کے لیے شاعری کا مکان سمجھے گویا خود اوس کا زیور بننے کو
آپ سے نہین چلی آتین بلکہ بہ مجبوری لائی جاتی ہین — واہ رے
(جامعیت و مانعیت تعریف) حاشا وکلا یہ تعریف شعر وشاعری
نہین ہے — بلکہ اون دونون بدنصیبون پر اتہام وافترا ہے — البتہ
وہ تعریفات جو کتب عروض وادب مین — مثل مقیاس الاشعار
و معیار الشعر وغیرہ کے وارد ہین وہی صحیح و مکمل ہین — نہ اونھین
کوئی بدل سکتا ہے نہ اون کا بدلنا کسی کی چڑ بڑ سے ممکن ہے — تاوقتیکہ
انسان رجعت قہقری کرکے پھر حیوان محض نہ ہوجائے — فارجع الیہ —

(جہالت کا مونھہ کالا علم کا بول بالا)

ہر ذی ہوش جانتا ہے — کہ سوا الفاظ و اشارات کے جملہ مقاصد
دلی کا مظہر اور کوئی شئے نہین ہوسکتی بس — جتنی بری بھلی باتین
ہین — وہ نہین آسکتین مگر الفاظ مین — اور الفاظ ہی مین
جملہ صنایع و بدایع آسکین گے — پھر شعر وشاعری کو صنایع
و بدایع سے علیحدہ کرنا + کیا + کیونکہ شعر وشاعری خود اک صنعت
ہے اونھین صنایع و بدایع مین سے —

(حق یہ ہے)

کہ جن صاحبون کو نظم و نثر مین امتیاز نہ ہو — وہ شعر وشاعری کو
کیا جانین — جیسا کہ اڈیٹر منشی وجاہت حسین صاحب نے
پرچہ اصلاح سخن مین لکھا ہے اور کیا خوب لکھا ہے —
کہ یہ شعر وشاعری کی تشریح نہین کی بلکہ شاعری کی دوسری قسم

نظم کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور تفصیل اس کے اوس + تشریح + کو شبلی صاحب کے اصول موضوعہ سے قرار دیا ہے -
مین اوس پر اتنا اور اضافہ کرتا ہون - کہ اصول کو مرکب نہ ہونا چاہیے
حالانکہ وہ تشریح جہل مرکب کا نمونہ ہے -
چونکہ منشی صاحب ذہی علم معلوم ہوتے ہین - اسی سبب سے
اونھون نے اوس کو + تشریح + کہا نہ + تعریف +
اس قدر مین اختلاف کرتا ہون - کہ وہ تشریح دوسری قسم
نظم کے بھی متعلق نہین ہوسکتی - اس بین اتفاق کرتا ہون -
کہ صرف اپنے خیالات کا شبلی صاحب نے اظہار کیا ہے غرضکہ
بالجملہ (موازنہ) ایسے ہی حشویات کا ذخیرہ ہے جہان - قافیہ صحیح ہے
وہان غلط بتایا گیا ہے - اور کہین عکس اوس کا -
ڈالے یہ بھی سمجھ مین نہ آئے گا اس لیے کہ دقیق جملہ ہے -
یعنے جہان کہین غلط ہے وہان صحیح بتایا گیا ہے -
میر صاحب مرحوم کا یہ شعر جسے غلط بتایا ہے - حالانکہ وہ صحیح ہے -

شعر

حق نما ہے تو جہان پر ہے یہی آئینا
اس کا عاشق ہو تو ہون کور کی آنکھین بینا

شبلی صاحب - گو متاخرین نے اس کو ترک کردیا ہے -
لیکن کلام کی وسعت کے خیال سے یہ سختیان اوٹھا دینا چاہیئن -
رد المواز نہ - پہلا قافیہ (آئینا) ہے مشدد - اس لیے گرد سے کے کو
الف - کر لیا ہے - دوسرا قافیہ (بینا) -

بحیثیت بیت اور تقید بیت ـــ
جب سے شاعری پیدا ہوئی ہے ـــ اور جب تک اوس کے قائلون کے
ہاتھ سے اوس کی شہادت ہو گی ـــ
جائز و صحیح ہے ـ نہ اب متروک ہے ـ نہ پہلے کبھی متروک تھا ـ نہ آیندہ
متروک ہو گا ـــ
پھر یہ دعواے بے معنی ـــ کہ متاخرین نے اس کو ترک کر دیا ہے
اور یہ سختیان اوٹھا دیجائین + یعنی چہ +

قاعدہ یہ ہے

کہ جب ایسے قافیون کو ممدود کرلین تو پھر یہ ترکیب نہ لائین ـــ ورنہ
غلط ہون گے ـــ مثلاً (شخص کینہ) کے ساتھ ـــ نہ + آئینا + ممدود
لا سکتے ہین اور نہ + بینا + لا سکتے ہین ـ اس لیئے کہ ہاے کمینہ
ترکیب کے ساتھ الف ہو کر ممدود نہین ہو سکتی اتنا تو ہم نے
بتا دیا ـ لیکن (ہاے کمینہ) الف ہو کر کیون ممدود نہین ہو سکتی ـــ
یہ ہم اپنے شاگردون کے سوا اور کسی کو نہین بتلاتے ـــ
شبلی صاحب ـــ جن الفاظ مین نون کا اعلان ضروری ہے میر صاحب
اکثر جگہہ اعلان نہین کرتے ـــ

شعر

عباس سے یہ کہنے لگے شاہ دوجہان
تم جاکے اس عرب کو بلا لاؤ بھائی جان

شعر مندرجہ بالا مین (شاہ دوجہان) باخفاے نون چاہیے تھا ـــ
مگر میر صاحب نے باعلان نون لکھا اور اس طرح شاہ دوجہان ـــ

اور بھائی جان کا قافیہ ملایا۔

ردّ الموازنہ۔ اے نادانی۔ ان قافیوں پر اعلان نون کا اعتراض غلط ہے۔ شاہ دو جہان باخفائے نون ہو اور اس کے ساتھ بھائی جان + کا نون بھی باخفا ہے پس اس پر اعتراض اخفائے نون کا چاہیے تھا۔ نہ اعلان نون کا اس لیے کہ بھائی جان میں جان ۂ کا لفظ ہندی ہونے کی جہت سے باعلان ہونا چاہیے تھا۔ افسوس اعتراض کرنے بھی نہ بنا۔ یہ غلط سبق نساخ صاحب بنگالوی کا پڑھایا ہوا ہے جس نے اوستاد کے بعد شاگرد کی غلطی کو بھی نمایاں کر دیا۔

اصلی جواب اس کا یہ ہے کہ یہ ابتدائے کلام میر صاحب کا ہے جبکہ یہ سقم بالتعمد رائج تھا۔

ہم کو میر صاحب سے کچھ پرخاش نہیں۔ کہ اون کی غلطیاں نکالیں البتہ کلام مرزا صاحب مبحوث عنہ ہے۔

پس ہم پر فرض ہے کہ اس بے نظیر و بے عدیل شاعر آل محمد۔ مقبول خاص و عام کے کلام فصاحت انضمام پر جو ایراد بےجا وارد کیے ہیں ہم اون کو رد کریں اور حق کو دکھلائیں۔ اگرچہ یہ ظاہر ہے کہ اعتراضات موازنہ۔ میزان فن شعر میں کچھ مقدار و وقعت نہیں رکھتے ماہرین فن ہیچ و پوچ سمجھ چکے ہیں۔ جواب کی ضرورت نہ تھی۔ خود خموشی جواب ہو جاتی + لیکن اس خیال سے کہ کہیں جہلا کو دھوکا نہ ہو یہ چند سطور لکھے گئے۔

شبلی صاحب۔ ہم مثال کے طور پر دو چار شعر نقل کرتے ہیں جن سے فصاحت اور فصاحت کے اختلاف کا اندازہ ہو سکے گا۔

مرزا صاحب مرحوم ع کس نے دی انگوٹھی رکوع و سجود میں۔
میرانیس صاحب مرحوم ع سائل کو کس نے دی ہی انگوٹھی نماز میں۔
مرزا دبیر مغفور ع آنکھوں میں پھر سکے اور نہ مردم کو خبر ہو۔
میرانیس مغفور ع آنکھوں میں یون پھر سکے کہ مژہ کو خبر نہ ہو۔
مرزا دبیر مغفور ع رویا میں بھی حسین کو روپا ہی کرتے ہیں۔
میرانیس مغفور ع حسرت ہی کہ خواب میں بھی رو پا کیجے۔
مرزا دبیر مغفور ع جیسے مکان سے زلزلے میں صاحب مکان۔
میرانیس مغفور ع جیسے کوئی بھونچال میں گھر چھوڑ کے بھاگے۔

ناظرین محققین

میں آپ لوگوں سے حلفاً پوچھتا ہوں کہ ان مصاریع مرجوہ میں میں کیا نقص ہی۔ کسی ایک مصرع کو دوسرے مصرع پر ترجیح نہیں ہو سکتی اس لیے کہ بعض مصرع کا مفہوم ہر مصنف نے جدا رکھا ہی۔
اون پر ذکر شاعری میں۔ شبلی صاحب نے یہ لکھا تھا۔ کہ شاعر خیال کرلے کہ مجھ کیا کہنا چاہیے اور کیونکر کہنا چاہیے (کیوں صاحب) سامع کو بھی کچھ چاہیے یا اندھے بگلے کی طرح۔ اعتراض کی مکھیوں پر انگلی کچھ موشہ مارا کرے کم سے کم سامع کو اتنا سمجھ لینا چاہیے کہ آخر کہنے والا کہتا کیا ہی۔

حاشیہ

اس جگہ ہم نے کیا کہتا ہی + نہیں لکھا۔ اسے وارثان اردو کے سوا شاید کوئی جانتا ہو۔ بات کچھ بھی نہیں۔ مگر + تنکے + کی اوٹ پہاڑ۔

عبارت ردّ المواززنہ

مرزا صاحب مرحوم کے پہلے مصرع کی شان نزول یہ ہے —
کہ آنحضرت کے عہد میں بہت لوگوں نے بطمع ثواب انگوٹھیاں رکوع
وسجود میں دیں — لیکن سوا حضرت علی مرتضیٰ روحی فداہ کے کسی کو
نزول سورہ ہل اتے کا شرف حاصل نہیں ہوا — اس سورہ میں اون
حضرت کی تعریف عطا ہے —
میر صاحب مرحوم کے مصرع کا یہ مطلب ہے — کہ اون حضرت نے نماز پڑھتے میں
انگوٹھی دی — قطع نظر اس سے کہ کسی — اور نے بھی اون حضرت کی
تاسی کی یا نہیں کی — یہ اور مضمون ہے اور مرزا صاحب کا اور مضمون ہے
پس مختلف مضامین ہونے کی جہت سے موازنہ کب صادق آسکتا ہے
لیکن مرزا صاحب سے باعث عناد ایسے ہی مضامین ہوے جن سے
(موازنہ نفس نبی) کا ثابت ہوگیا پس جس نے یہ موازنہ دکھلایا مولوی شبلی صاحب
اوس کا موازنہ کیونکر نہ کرتے اس سے اہمال محال تھا —
مصرع مرزا صاحب —

ص

آنکھوں میں پھرے اور نہ مردم کو خبر ہو

اس میں لفظ (مردم) اپنے ذو معنیین ہونے کی وجہ سے فصاحت کی
جان ہے بلکہ آبرو — اس کے عوض (پتلی) یا اور کوئی لفظ اگر لایا جاتا
تو مصرع میں نرا پھوک رہجاتا یہ مغزی معنے حاصل رہتی —
مصرع پنجم —

ص

رویا ہیں کہ حسین کو رویا ہی کرتے ہیں

اس سے بہتر مصرع صنعت تجنیس میں جس سے قرآن مجید مملو ہے — بہتر
ہو نہین سکتا — باقی اخیر کے دونو مصرع مرجو مین کے بدرجہ تساوی
ہین نہ اون مین کوئی عیب ہے نہ حُسن — معمولی مصرع ہین — مخفی نہ رہے
کہ (موازنہ) کی پوری غلطیان اگر لکھی جائین — تو ہر آئینہ اک کتاب ضخیم جداگانہ
چاہیے لہذا بعض اغلاط اوپر دکھلائے گئے — اور بعض اس جگہہ بہ ناظرین
کیے جاتے ہین —

شبلی صاحب — ذکر حضرت سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام
روحی فداہ مین یہ عبارت لکھتے ہین —

(کہ آن حضرت کو بیڑیان پنہا کر شام تک پیادہ پا لے گئے)

رد الموازنہ — حالانکہ پیادہ پا غلط محض ہے — اساتذہ فارس نے
(پیادہ) کہا ہے — اسی طرح تاہم — جو موازنہ مین جابجا مستعمل ہوا ہے
کایست صاحبون کی بولی ہے — فارسی ہرگز نہین ہے — اک جگہہ قریب المرگ +
لکھا ہے — اس ترکیب کے صحیح ہونے مین تو کسی کو شک نہ ہوگا اس لیے کہ
مدرسۃ الاسلام کے اک مدرس اعلےٰ کا ایجاد ہے —

شبلی صاحب — نے میر صاحب کے اس مصرع پر —

بہ خواست کی چراغون کو پروانگی ہوئی

یہ اعتراض کیا ہے کہ (پروانگی) غلط ہے —

رد الموازنہ — حالانکہ + پروانگی + کو غلط سمجھنا غلط ہے — کیونکہ یہ مستند
باللفظ والمعنے ہے — البتہ جو اس کو فارسی سمجھے وہ غلط فہم ہے —
تو میر صاحب نے اسکے فارسی ہونے کا دعوا نہین کیا ہے —

علاوہ اس کے - پروانہ تنخواہ و پروانہ جاگیر - جمع پروانجات - یہ تصرف فارسی دانان ہند کا ہے - نرکی ندیم شاعر کہتا ہے -

ع

پروانہا ستودہ شدہ از زبان شمع

کذا فی بہار عجم فی صفحہ ۴۲۹ پس جبکہ پروانجات صحیح ہے تو پروانگی بھی صحیح ہے لیکن جو صاحب ماہر فن نہ ہوں اون کو کہاں تک سکھایا جائے + پڑھایا جائے + سنی سنائی باتوں پر بھروسا کرنے کا یہی نتیجہ ہوتا ہے - اگر کہا جائے کہ بہار عجم سند نہیں ہے تو پھر کوئی لغات عربی و فارسی سے سند نہ ہوگا - باب تحقیق بند ہو جائے گا ہاں آسمان پر سے حضرت جبریل کوئی کتاب لائیں تو مانی جائے لیکن یہ یاد رہے کہ نہ ماننے والے اوسے بھی نہ مانیں گے -

شبلی صاحب - رفع اغلاط میر صاحب میں لکھتے ہیں -

ناگاہ بڑھی فوج ہوا جنگ کا ساماں	شہزادے پہ جب ہونے لگا تیغوں کا باراں
اور گھٹنے لگی طاقت جسم شہ مرداں	تلوار علم کرکے کہا یا شہ مرداں

کہاں مصرعوں میں اک جگہ شہ مرداں سے مراد خود حضرت امام حسین علیہ السلام روحی فداہ ہیں - اور دوسری جگہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام روحی فداہ مراد ہیں -

ردّ الموازنہ - یہاں تو حد خوش فہمی کی دکھلائی ہے - ائی سبحان اللہ واضح ہو کہ بعض وصفی لقب با وجود نام نہ ہونے کے اپنے اطلاق کے کسی وصف خاص کی جہت سے مخصوص ہو جاتے ہیں - جیسے یا شہ مرداں

سوا امیر المومنین روحی فداہ کے کسی معصوم کو نہین کہہ سکتے جیسا کہ امیر المومنین
سوا اون حضرت کے اور کسی معصوم کو نہین کہہ سکتے بحکم حدیث آن حضرت
تا اینکہ خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہین کہہ سکتے —

تنبیہ

دراصل اک جگہ شمہ ذی شان ہے —
شبلی صاحب — اک جگہ لکھتے ہین کہ متمم نام اک شخص تھا
اوس کے مرثیہ پر حضرت عمر اگرچہ نہایت مضبوط دل کے آدمی تھے
لیکن ضبط نہ کر سکے بے اختیار رونے لگے —
ردّ الموازنہ — اس مضبوط دل — والے فقرے کی داد اہل تشیع
نہین دے سکتے اہلسنّت دینگے —
شبلی صاحب اک مقام پر لکھتے ہین کہ (ابو العلاء
ناسے علی شاعر نے قرآن مجید کا جواب لکھا —
لوگون نے کہا کہ گو یہ کلام بلیغ ہے — مگر قرآن کی سی روانی وصفائی
نہین پائی جاتی — اوس نے کہا ہان ابھی تو نہین لیکن جب
چار سو برس نمازون مین منجکر صاف ہوجائے گا تو روانی آجائے گی —
ردّ الموازنہ — ہا افسوس — کہان سے نماز تراویح کی سند نکالی
گئی ہے جس سے بقول قائل اوس بدعت حسنہ پر — ذم کا پہلو عاید ہوتا ہے —
(اک عجیب مضمون نیا گورکھ دھندا)
شبلی صاحب — اک مقام پر تحریر کرتے ہین —
ویسی کا مصرع ہے —
ع
فرمایا آدمی ہے کہ صحرا کا جانور

اس مصرع مین — صحرا — کے بجاے + جنگل + کا لفظ — استعمال کیا جاے تو یہی لفظ غیر فصیح ہو جائے گا پھر لکھتے ہین —

شعر

طائر ہوا مین مست ہرن سبزہ زار مین
جنگل کے شیر گونج رہے تھے کچھار مین

یہان جنگل کے بجاے صحرا لاؤ — تو مصرع پھس پھسا ہو جاتا ہی —

شعر

کھا کھا کے اوس اور بھی سبزہ ہرا ہوا
تھا موتیون سے دامن صحرا بھرا ہوا

اگر — اوس + کے بجاے + شبنم + کا لفظ لایا جائے تو فصاحت خاک مین ملجائے گی — لیکن یہی + اوس + کا لفظ جو اس موقع پر اس قدر فصیح ہی — اس مصرع مین —

مصرع

شبنم نے بھر دیے ہین کٹورے حباب کے

شبنم + کے بجاے لاؤ تو فصاحت ہوا ہو جائیگی —

ردّ الموازنہ — نقل کفر کفر نہ باشد — توبہ توبہ — شبلی صاحب نے مبتذل و عامیانہ و سوقیانہ و سفیہانہ — یہ سب کلمات جا بجا مرزا صاحب کی شان اقدس و اعلےٰ مین — صرف کیے ہین — لیکن ہم یہ الفاظ ہرگز شبلی صاحب کی نسبت استعمال نہ کرینگے اس لیے کہ کسی تعلیم یافتہ و مہذب آدمی کا یہ طریقہ نہین ہو سکتا — بلکہ ہم اوس مضمون تشبیہ کو سوتے ہوے آدمی کا خراٹا — یا کسی اپاہج آدمی کی بادمخالف کا ڈکار لینا بھی

نہ کہیں گے ۔ البتہ کسی پہنچے ہوئے فقیر مجذوب کی بڑ کہیں گے اس لیئے
کہ لفظ جذبہ ہم کو موازنہ سے ہاتھ آچکا ہی ۔ افسوس ہزار افسوس ۔
اگرچہ یہ زمانہ اہل علم سے خالی ہوتا جاتا ہی مگر نہ ایسا کہ کوئی بھی باقی
نہ رہا ہو ۔ جو اس عجیب مضمون کو سمجھ سکے ۔

ایہا الناظرین

اوس + کی جگہہ + شبنم + نہیں لا سکتے ۔ اس لیئے کہ + شبنم کھانا +
محاورہ نہیں ہی + اور اوس کھانا محاورہ ہی البتہ + شبنم نے کٹورے
حباب کے بھر دیئے + بلکہ اوس نے کٹورے حباب کے بھر دیئے +
دونوں طرح از روے محاورہ درست و بجا ہی ۔ لیکن + اوس + کو
ترجیح ہی ۔ اس مقام پر اس لیے کہ + اوس + بھی ہندی ہی ۔ اور
کٹورہ بھی ہندی ہی ۔ متناسب الفاظ ہو جائے گا ۔

پہلے مصرعوں میں ۔ جہاں چاہیے صحرا پڑھیے اور جہاں چاہیے
جنگل پڑھیے ۔ زنہار سر مو فصاحت و محاورہ میں کمی نہ ہوگی
اور نہ آئیندہ ہو سکتی ہی ۔ باتفاق جمہور + کوئی شہری آدمی لکھنو کا
اس سے کچھ التفات نہ تھا نہ ہی نہ ہوگا ۔

ہائے فہم رسائی نہ جانے کہاں سے کہاں پہنچکر کیا سے کیا لکھوا دیا ۔

اب عبارت کو دیکھیے

شبنم کے بجائے ۔ اوس کے بجائے ۔ صحرا کے بجائے ۔ ہرگز
یہ اردو کا محاورہ نہیں + یہ کوئی باجا نہیں ہی کہ بجے جائے ۔
یوں چاہیے تھا ۔ شبنم کے بدلے ۔ اوس کے عوض + صحرا کی جگہہ +
اوس پر یہ قیامت کا جملہ تحریر ہوا ہی ۔ حد کی محاورہ دانی دکھائی ہی ۔

کہ مصرع بھُس بھُسا ہو جاتا ہے + ہائے اُردو —

مصرع — کوئی مٹی کا برتن نہیں ہے —

تاگا نہیں ہے — کاغذ نہیں ہے — کپڑا نہیں ہے — لکڑی نہیں ہے — کہ بھُس بھُسا ہو جائے — کیونکہ سوا ان چیزون کے اور کسی پر بھُس بھُسے پن کا اطلاق نہیں ہو سکتا —

تفریح

البتہ — اگر کسی کو عملیات کا شوق ہو تو صحرا سے مذکور کا صاد مفتوح اور جنگل کا لام ساکن — باہم ملا لے تاکہ — صَل صَل صَل + ہو جائے — پھر اُسکی کو + سات دن + چالیس بار تینون کی تسبیح پڑھے — تو سلسل بحث کرنے مین ہر شخص اُسی کے نام پر صاد کرے گا — دیکھو یہ وہی + صاد ہے + جو صحرا مین تھا + سلسل + مین آکر + سین + اور بحث مین آکر + سے + ہو گیا — کیونکہ انگریزی مین ان تینون حرفون کے لیئے ایک ہی حرف + سین + ہے اب اس سے بڑھ کر اور کیا آسانی ہو سکتی ہے — ہم تو قایل ہو گئے کوئی نہ مانے تو نہ مانے —

واضح ہو کہ — انسان کے لیئے دینی و دنیوی عزت ہوا کرتی ہے — حق تعالے نے مرزا صاحب کو یہ دونو عزتین ایسی عنایت فرمائین جو اظہر من الشمس ہین — چنانچہ کتاب شمس الضحے مین ہے — کہ جب جناب مرزا صاحب بضرورت قدح چشم کلکتہ تشریف لے گئے تو بادشاہ جم جاہ حضرت واجد علیشاہ نے اپنا مہمان فرمایا اور روہ

بے ادبی ہی — فرمایا کہ آپ ادبا ہین پڑھئے جاسیئے الامر فوق الادب —
اور اس قدر افزائی پر کچھ استعجاب نہین ہوسکتا اس لیئے کہ مرزا صاحب کے
اجداد ہمیشہ سے ذوی عزت ہوتے آئے ہین — شہنشاہان دہلی کے
یہان سے اکثر پنجہزاری رہے اور بعض صوبہ دار کشمیر ہوے — بعض
سلاطین دہلی کے استاد تھے دیکھو فرامین شاہان سلف جو کتاب
شمس الضحیٰ مین ہین —

تقابل

واضح ہو کہ — جبتک ایک ہی بحر مین ہم قافیہ و ہم ردیف اشعار
نہ ہون — پورا موازنہ کلام کا نہین ہوسکتا — اس موقع پر اسی جہت سے
ہم طرح غزلین مشاعرون مین ہوا کرتی ہین —

تقابل تام

رباعی میر صاحب مرحوم

داغ غم شہ سینے مین گل بوٹے ہین   مجلس مین ہر اک سے جو کہ روتے ہین انیس
کیا کیا گہر بیش بہا لوٹے ہین   اشکون کے بھی موتی ہین کہ جھوٹے ہین

رباعی مرزا صاحب مغفور

مجلس مین گل اشک عزا لوٹے ہین   یان اشک بہائی کا بھی ہون ہشت
ثابت ہو دلا شیشۂ دل ٹوٹے ہین   موتی سچے ہین جوہری جھوٹے ہین

میر صاحب

قبضہ تو رہا دست جناب شہ دین مین
اور تھا سر دنبالہ رہ آئی وہ زمین مین

مرزا صاحب

جھیلوں میں ہیں درند درختوں پہ ہیں پرند ہے دھوپ میں رسول کا فرزند ارجمند

غربت میں بیکسی ہے شہ دین پناہ پر
سایہ ہے آفتاب کا زہرا کے ماہ پر

وہ دن ہیں جن دنوں نہیں کرتا کوئی سفر صحرا کے جانور بھی نہیں چھوڑتے ہیں گھر
رنج مسافرت میں ہیں سلطان بحر و بر لب برگ گل سے خشک ہیں چہرہ عرق میں تر

آتی ہے خاک اڑ کے بہن و بسیار سے
گیسوے مشکبار اٹے ہیں غبار سے

اہل حرم ہیں محمل و ہودج میں بے قرار معصوم پانی مانگتے ہیں رو کے بار بار
بانو پکارتی ہے کہ یا شاہ نامدار گرمی سے جان بلب ہے مرا طفل شیرخوار

کیونکر یہ دکھ اوٹھے جگر خستہ کی جان سے
گرمی ہے یا برستی ہے آگ آسمان سے

چلاتی ہے سکینہ کہ اچھے مرے چچا محمل میں گھٹ گئی مجھے گودی میں لو ذرا
بابا سے اب کہو کہیں خیمہ کہیں بپا ٹھنڈی ہوا میں لیکے چلو تم پہ میں فدا

سایہ کسی جگہ ہے نہ چشمہ نہ چاہ ہے
تم تو ہوا میں ہو مری حالت تباہ ہے

کیوں صاحب تین برس کی لڑکی چشمہ و چاہ کو جانتی ہے اور جو فرق ہے
اوسے پہچانتی ہے —

جواب

فطرتاً تو نہیں — مگر خاندان رسالت کے بچے صغیر و کبیر یکساں ہیں —
ذہین کہاں ہیں فطرتی تقابل کرنے والے دیکھیں ہ

مرزا صاحب مطلع مرثیہ

۵

ای مومنو حسینؑ سے مقتل قریب ہے

بند

مثلِ تنور گرم تھا پانی مین ہر حباب ہوتی تھین سیخ موج پہ مرغابیان کباب
گلشن صدف تھی دانہ بریان دُرِ خوش آب آتش سے اپنی لعل بدخشان تھا آب آب
یہ دھوپ تھی کہ دانہ کا بچنا محال تھا
دانہ بچا بھی جلنے سے تو خال خال تھا

دو دو قدم پہ ہوتے تھے اطفال بیحواس اک پانی پانی کہتا تھا اور ایک پیاس پیاس
یون قافلہ تھا گرد علمدار حق شناس جسطرح پیاسے حشر مین کوثر کے آس پاس
عباسؑ شان ساقی کوثر دکھاتے ہین
اک دم مین ساری فوج کو پانی پلاتے ہین

فرماتے ہین حسینؑ غضب کی طپش ہے ہائے کیا ہو جو ایسی دھوپ مین پانی نہ ہاتھ آئے
کہتے ہین خیرخواہ نہ وہ دن خدا دکھائے مولا جواب دیتے ہین اللہ ہی بچائے
پانی تو منزلون مین ابھی پیتے جاؤ گے
آتا ہے اک مقام کہ قطرہ نہ پاؤ گے

اب یون کتب مین منزلِ آخر کا ہے بیان زہرا کا چاند اول شب کو ہوا روان
منزل دراز + رات سیہ + راہ بے نشان جنگل ہے جیب + خارِ مغیلان یہان وہان
تن غازیون کے کانٹون سے افگار ہو گئے
آلودہ خار سے گلِ بے خار ہو گئے

سنبل صفت قبا ہوئی ہر گل کی تار تار پلکون کی طرح بھر گئے چشمِ زرہ مین خار
زینب حسینؑ کے لیئے ہر دم ہو کے بیقرار کہتی تھی ڈھال روک لو موتھ پر بہن نثار

کانٹے غضب ہیں پاکوں اٹھائے ہوئے چلو
اکبر کو بھی سپر میں چھپائے ہوئے چلو

میر صاحب — مطلع مرثیہ — صبح کا ہونا

بند

طے کر چکا جو منزل شب کاروان صبح | ہونے لگا افق سے ہویدا نشان صبح
گردون سے کوچ کرنے لگا اختران صبح | ہر سو ہوئی بلند صدائے اذان صبح
پنہان نظر سے روئے شب تار ہو گیا
عالم تمام مطلع انوار ہو گیا

خورشید صبح نے جو اٹھائی نقاب شب | در کھل گئے فلک کے ہوا بند باب شب
انجم کی فرد فرد سے لیکر حساب شب | دفتر کشائے صبح نے الٹی کتاب شب
گردون پہ رنگ چہرۂ مہتاب فق ہوا
سلطان غرب و شرق کا نظم و نسق ہوا

پہنچا جو مہر سے فرمان عزل شب | گردون پہ عاملان سحر ہو گئے نصب
منشی آسمان سے دفتر ہوا طلب | بس جا بجا سے اٹھ گئی انجم کی فوج سب
تا صبح فرد فرد میں بے گانگی ہوئی
برخواست کی چراغون کو پروانگی ہوئی

مرزا صاحب — مطلع — صبح کا ہونا

گلگونۂ شفق جو ملا روئے صبح نے | اسپند مشک شب کو کیا نور صبح نے
گرمی دکھائی روشنی طور صبح نے | ٹھنڈے چراغ کر دیئے کافور صبح نے
لیلی شب سے حسن کی دولت چھوٹ گئی
افشان جبین سے انجم رخشان کی چھٹ گئی

پیدا ہوا سپیدۂ طلعت نشانِ صبح　　سلطانِ صبح نے کیا قصدِ اذانِ صبح
باندھا عمامہ نور کا پہنا کتانِ صبح　　چرخ چہارمی پہ گیا خطبہ خوانِ صبح
رخ سب کے سوئے قبلۂ امید ہو گئے
سرگرم سجدہ عیسیٰ و خورشید ہو گئے

آیا عروج پر شہ گیتی ستانِ مہر　　پرچم کشا ہوا علمِ زر فشانِ مہر
لی روز نے پناہ بزیرِ نشانِ مہر　　اور لشکرِ شعاع نے تانی سنانِ مہر
نیزہ کرن کا دیدۂ گردون میں ڈالکر
مغرب میں پھینکی رات کی پتلی نکالکر

ذرّون میں نورِ مہر در آیا تمر قمر　　لوٹا سحر نے معدنِ شبنم گہر گہر
بڑھ کر نقیب نور پکارا سحر سحر　　فرمان نجوم و بدر کو پہنچا بدر بدر
مُہ نیم جوا و لُٹ گیا تھا رخ آفتاب کا
پردہ تھا فاش صبح طلوع نقاب کا

میر صاحب سے اوسی مرثیہ میں حضرت حُرؓ کا نکلنا فوج کفار سے

بند

دوزخ سے میں تو جاتا ہوں لے جانبِ ارم　　روکے تو آ کے مجھکو نزال لشکرِ ستم
چھیڑا فرس کو کہکے جو یا سیدِ امم　　طاؤس کیطرح سے اُڑا اسپِ خوش قدم
ہاں ہاں کہا کیے یہ وہ بس سے نکل گیا
آئی صدا کہ چاند گہن سے نکل گیا

حُرؓ جب قریب سپاہ خدا پہنچے

بند

پھیلا کے ہاتھ کہنے لگے شاہ دین پناہ لگ جا گلے سے روکی تو روکی ہماری راہ
ہے تو تو دوست ہم تو ہیں دشمن کے خیر خواہ تیری نہ کچھ خطا ہے نہ ہاتھوں کا ہے گناہ
تجھکو نہ بخشدیں یہ رحیمی سے دور ہے
روکا تھا ہم کو موت نے تو بے قصور ہے

مرزا صاحب — اوسی مرثیہ میں حر کا نکلنا فوج کفار سے

بند

غل تھا وہ مشرکوں سے مسلمان جدا ہوا نصرانیوں سے عیسیٰ دوران جدا ہوا
ظلمت سے نور کفر سے ایمان جدا ہوا بادل سے آفتاب درخشان جدا ہوا
جنت کو کس طریقے سے حر بر محل گیا
عقرب سے چاند چاہ سے یوسف نکل گیا

جب حر قریب سپاہ خدا پہنچے

بند

یاں حر کو روکا ہاشمیوں نے ادھر ادھر پوچھا کدھر کدھر یہ میں بتلا ٹھہر ٹھہر
رستے میں ہاتھ ڈالا تھا حضرت کی باگ پر اب کیا خیال ہے بے ادبی ہے یہاں مگر
زینب کے لال بیچ چھوٹے سے تول کر
للکارے پہلے تیغ و سپر رکھ دے کھول کر

میر صاحب — مطلع مرثیہ

ہ

آمد ہے کربلا کے نیستان میں شیر کی

میان سے تلوار کا نکلنا

یہ کہکے لی ویر نے تلوار میان سے مسکن چھٹا ہما کے سعادت نشان سے
نکلی جو عندلیب ظفر آشیان سے چمکے شرار سے پھول جھڑے آسمان سے

دکھلائی شکل قہر خدا کے جلیل نے
آنکھوں پہ ڈر کے رکھ لیئے پر جبرئیل نے

ہوش و حواس شمر سپہ ر واوڑا دیئے دو دو کے ایک ہاتھ مین بازو اوڑا دیئے
راکب کے پاؤن گھوڑے کے پہلو اوڑا دیئے ڈالی کسی نے آنکھ تو ابرو اوڑا دیئے

تھا نور پہ چشم شمشیر آلہی جلال مین
بجلی چھپی ہوئی تھی سپاہی کی ڈھال مین

بجلی تھی جس پرے کی طرف آکے پھر گئی ناگن تھی اک کہ موج پہ لہرا کے پھر گئی
دم مین لہو زمین پہ برسا کے پھر گئی اللہ رے مونہہ صفین کی صفین کھا کے پھر گئی

کاٹے جگر تو اور دلیری ہوئی اوسے
سیروں لہو پیا پہ نہ سیری ہوئی اوسے

مرزا صاحب — مطلع

ف

فولاد کی ضریح مین کس کا مزا رہی

حال حضرت عباس روحی فداہ — میان سے تلوار کا نکلنا

بند

نکلی غلاف نور سے تفسیر جو ہری یا آکے دست بوس سلیمان ہوئی پری
یا حجلہ سے عروس لے کی جلوہ گستری یا تھی یہ شاخ میوہ طوبی ہری بھری

اس ہاتھ سے مراد ہیں تھیں جو جو دہل گئیں
باچھیں خوشی سے تیغ کے قبضے کی کھل گئیں

پھل وزن میں تھا پھول تجلی میں نخلِ طور — گرمی میں محض نار تو نرمی میں صاف نور
آسیب سایہ چال پری قبضہ چشم حور — خود لہر آب زہر تڑپ قہر شور صور
یوں دفعۃً زمیں سے گئی آسمان پر
جس طرح غصہ آئے کسی ناتوان پر

اعتراض موازنہ —

نور میں نرمی کیسی —

جواب رد الموازنہ —

روشنی کا جسم اب اہل طبعیات کو محسوس ہوا ہی لیکن اہل ایمان باب مدینۃ العلم کی بدولت سیکڑوں برس پیشتر سے جانتے ہیں —

بند

اس تیغ سے تھا سارے زمانے میں ماہ عید — روشن تھا پنجتن کے گھرانے میں ماہ عید
آنے میں روز وعدہ تو جانے میں ماہ عید — صایم کو تھا غذا کے کھلانے میں ماہ عید
دل کی شکست ہونے سے فاقہ کا در کھلا
برسوں کے بعد روزۂ فتح و ظفر کھلا

ٹیپ کسی بند کی حال تشنگی حضرت میں —

ب

اللہ ری تشنگی شہ کیوان اساس کی
کانٹے زباں کے تولتے تھے قدر پیاس کی

ٹیپ کسی بند کی تعریف سمند میں —

۴۷

ط

ہر قدم یہ ایک مہینہ کی راہ ہی
رویت ہلال نعل کی اس پر گواہ ہی

نقل

جناب بکرمت انتساب مولوی حسن مرزا صاحب مرحوم ناقل تھے کہ مین اکثر جناب قدسی القاب مولوی سید حامد حسین صاحب قبلہ طاب ثراہ وجعل الجنتہ مثواہ کی خدمت مین جایا کرتا تھا وہ جناب ان مصرعون کو پڑھکر تعریف مین فرماتے تھے کہ یہ مضمون تو فارسی مین بھی نہین دیکھا گیا اور ان حضرت کا وسیع النظر ہونا عبقات سے الم نشرح ہی

تنبیہ

اب کوئی صاحب فارسی مین یہ مضمون نظم کرکے کسی شاعر قدیم کے نامزد کردین لیکن اہل درایت فن روایت سے آگاہ ہین تنقید فرما لینگے

میر صاحب مطلع مرثیہ

ط

ای مومنو مصروف رہو یاد خدا مین

تعریف اسپ

بند

کیا اسپ فلک سیر کی سرعت کا لکھون حال ۔ میدان مین وہ تھا گرم عنان برق کی تمثال
تھی حور کی کاکل کیطرح نور فشان یال ۔ پہنچے نہ صبا اوسکے کبھی گرد کے دنبال

سایہ سے بھی بچا آگے بوقت تگ و دو تھا
سُم بادپا کے تھے پر نعل درخشاں مہِ نو تھا

جب تیغ سے نیزوں کو قلم کرتے تھے شبیر ۔۔ جاتا تھا اشاروں میں کبھی باروں پہ جوں تیر
پھر کرکے اُدھر باگ پھیرتے تھے جب شہ دلگیر ۔۔ آتا تھا پیادوں پہ سواروں کی صفیں چیر
سیماب کی صورت نہ قرار اس کو کہیں تھا
کرتے تھے جہاں قصد شہ دیں یہ وہیں تھا

مرزا صاحب — مطلع مرثیہ

۵

ای دبدبۂ نظم دو عالم کو ہلادے

تعریف اسپ میں

پرواز میں شہپار تجلی جو ہے پاک ۔۔ جا آنکھوں کے مردوں نے دیکھا گئے ہیں تہ خاک
توسن ہے وہ چالاک کہ سکتے ہیں یہاں افلاک ۔۔ منہ ہی سے ابھی لال بھبوکا تھے سمِ پاک
جولاں جو ہوا ایک صبا رہ گیا پیچھے
بڑھتے ہی قدم رنگ حنا رہ گیا پیچھے
کیا نسبت شبدیز فلک سے ہے جو ہے پسند ۔۔ وہ شوخ یہ شائستہ وہ بہیر اور یہ نا کند
بدلے کئی رنگ ابلق ایام میں ہر چند ۔۔ جو تھا دم خلقت وہی اب ہے یہ ہنرمند
اس رخش کے موہم پر کوئی دن چڑھ نہیں سکتا
چلنے میں یہ سرعت ہے کہ سن ٹھہر نہیں سکتا

ان مضامین کا تو سمجھنا ہی مشکل ہے — کتاب عشرۂ مبشرہ میں جنہی سے القاب جناب مفتی میر عباس صاحب قبلہ طاب ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ نے کیا خوب تشریح فرمائی ہے یہ کتاب چھپکر شایع ہو چکی ہے — دیکھو وے

اور سجع کو درست کرو

میر صاحب مطلع مرثیہ

ب

اے مومنو مصروف رہو یاد خدا مین

حضرت کا میدان مین تشریف لیجانا

زینب سے یہ کہکر ہوئے رخصت شہ ذیجاہ   مونہہ پیٹتی خیمہ مین گئی بنت یداللہ
پہنچے شہ بیکس جو قریب صف جنگگاہ   تھا فاطمہ کی روح سوا کوئی نہ ہمراہ
تھی دھوپ کڑی سامنا تھا فوج ستم کا
تھا سایہ نہ علمدار نہ سایا تھا علم کا

مرزا صاحب مطلع مرثیہ

ب

اے دبدبۂ نظم دو عالم کو ہلا دے

بند

یان بخت وہان عمر ادھر عقل ادھر ہوش   خوابیدہ و برباد و پراگندہ و روپوش
یان ناطقہ وان حافظہ خاموش و فراموش   بے نور ادھر چشم تو بے بہرہ ادھر گوش
وان شیر فلک جھکتا ہے تسلیم کی خاطر
یان گاو زمین اوٹھتی ہے تعظیم کی خاطر
مجرے کے لیے عرش کے سکان تمام آئے   قرآن کے سی پارہ لیے بہر سلام آئے
سیپارے یہ کہتے ہوئے مانند غلام آئے   ہشیار جناب آئے حضور آئے امام آئے
نخوت کی ہوا اب نہ کسی سر مین رہیگی
بن بن کے زکام آج دماغون سے بہیگی

حق یہ ہی کہ مرحومین علیہما الرحمۃ دونو بزرگوار ایسے مقبول خدا مداح ایمہ ہدا علیہم التحیۃ والثنا ہین ـ جن کی تعریف کا حق کسی سے ادا ہو نہین سکتا ـ

(ی اک خبر) میر صاحب مرحوم کے سو مرثیہ ـ طولانی و مختصر سننے مین آئے ہین ـ میر بندہ احمد بڑے گانو ضلع فیض آباد کے رہنے والے اونھون نے میر صاحب کا سب کلام جمع کیا تھا اور وہ شاگرد بھی جناب میر نفیس صاحب مرحوم کے تھے ـ اس تعداد مذکور کے راوی ہین ـ باقی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال مرزا صاحب مرحوم کے طولانی و مختصر مرثیہ شاید دو ہزار سے زیادہ ہون ان مین اوس زمانے کا بھی کلام ہی ـ جبکہ (ی اودھ مصرا یا چہار مصرع اون کو) (دا اون سے ئی) بولتے تھے (اودھ مصرا ودھ مصرع اون کو ی اون سے ع) کی جگہ پر ـ چنانچہ مثل (ی سودا) مرحوم مرزا صاحب مرحوم کا اک مرثیہ (چو مصرع) ہی ـ یعنے ہر بند کے چار مصرع ـ
کیونکہ مرزا صاحب مصحفی کے زمانے سے مرثیہ کہتے تھے ـ اور اوس وقت مین جملہ اغلاط بالقصد جائز سمجھے جاتے تھے ـ پس مشق کے اوائل زمانہ کی تصنیفات کو اواسط و اواخر مشق کے زمانے سے ضرور فرق ہونا چاہیے سو ہی ـ
افسوس اہل مطبع نے اپنے فائدہ فروخت کی جہت سے وہ سب کلام خلط کر دیا ـ چاہیے تھا کہ تینون زمانون کی بہار الگ الگ دکھاتے اور خلط ہی پر اکتفا نہین کیا ـ بلکہ الحاق شدہ مرثیون کو بھی لیا ـ

واضح ہو کہ ذاکرین ایک مرثیہ کو دیگر ہم بحر مرثیوں میں مرکب کر لیتے ہیں۔ اور یہ ترکیب دو طرح پر ہوتی ہے۔

(پہلا طریقہ)

ایک تو مرزا صاحب ہی کے چند مرثیوں کے بند نکال کر ایک مرثیہ جداگانہ ترتیب دے لیا۔

(دوسرا طریقہ)

یہ کہ شاگردوں کے کلام سے اور خود اپنی تصنیفات سے حسب ضرورت جو کچھ چاہا ملا دیا اور مرثیہ بنا لیا۔ اور پھر اس عبارت بیجا پر نازش بھی ہوتی ہے۔

تنبیہ

ہر دو جلد ہائے مطبوعہ مطبع منشی نول کشور صاحب میں ایسے اغلاط کثیرہ ہیں نہ جانے کن کن صاحبوں کے کلام مرزا صاحب کے نام سے درج ہیں چنانچہ یہ مرثیہ۔

ہر آہ علم ہی یہ عزاخانہ ہی کس کا

کلام مرزا نظیر صاحب مرحوم سے ہی لیکن ناخداشناس نہیں سمجھتے مرزا صاحب مرحوم کی اک یہ بھی کرامت ہی کہ کس قدر پہلے ناشناسان سخن کے بابت کیا کچھ فرما گئے ہیں اسی مرثیہ (دابکہ دبدبۂ نظم) میں۔

بند

کب شعلۂ خس طور کی قندیل کو پہنچے　　اور گرگس طنطنۂ فیل کو پہنچے

پیشہ کا نہ غل صور سرافیل کو پہنچے بلبل نہ لب و لہجہ جبریل کو پہنچے
ارباب سخن پر جو سخن ور ہی ہمارا
اس وجہ سے القاب سخنور ہی ہمارا

ہین وقف ہمیشہ مرے الفاظ و معانی ہان قلزم شیرین کا ہی شیرین پانی
ہر بحر مین ہی بحر طبیعت کی روانی ہی زور سخن شور ہیہ موجون کی زبانی
قطرہ سے مگر بحث مین یکسر صرف نہین ہون
دریا ہون سخن کا مین تنک ظرف نہین ہون

مضمون سے نئے کرتا ہون ایجاد ہمیشہ کہتا ہی سخن حضرت استاد ہمیشہ
کہنے مین ہی تائید خداداد ہمیشہ شوق سے بتاؤن اور سے یاد ہمیشہ
بے لطف خدا یہ ہمہ دانی نہین آتی
پر شمع صفت چرب زبانی نہین آتی

آ تو مرے پلے یہ اب ای کل کے مددگار بے قدر ہی سنجیدگی گوہر شہوار
جیسے کہ ترازو کا ہنر قحط مین بے کار نے جنس عدالت نہ خریدار نہ بازار
انصاف ہو کسطرح کہ دل صاف نہین ہی
دل صاف ہو کسطرح کہ انصاف نہین ہی

مصرع کے عوض آپ سے طوبا نہین لیتا لو جنت اعلے بھی بیدا و تا نہین لیتا
اب پوچھیے کیا مانگتا ہی کیا نہین لیتا مین نام زبان سے کسی شی کا نہین لیتا
جز نقد رضا کچھ مجھے منظور نہین ہی
خادم ترا مداح ہی مزدور نہین ہی

کیون صاحب یہ طعنہ مضامین مرزا صاحب کے بھائی صاحب
کی جانب نہین تو آپ کی جانب ہین یا کس کی جانب لطف یہ ہی کہ

ان مین سے شبلی صاحب نے خود بعض بند نقل کیے ہین — اور پھر لکھا ہو کہ مرزا صاحب نے میر صاحب پر کبھی طعن نہین کی — شبلی صاحب کو پہلی کوئی بات کہی ہوئی یاد نہین رہتی حالانکہ تمام عالم اس پر شاہد ہو — کہ مرزا صاحب خلاق مضامین تھے پہلے وہی ہر مضمون اور ہر پیرایہ ایجاد فرماتے تھے — چنانچہ اس رباعی مین وہ خود فرماتے ہین —

رباعی

شبیر ان مضامین کو کہان بند کرون | پھر بینگے ڈکار بینگے جہان بند کرون
خلاق مضمون کا ہو دعوی سب کو | کھلجائے حقیقت جو زبان بند کرون

ٹیپ کسی بند کی

عاجز ہون کہ بندہ ہون پہ اعجاز بیان ہون
مرثیہ میں قدم ہیچ ہون لیکن ہمہ دان ہون

پھر ٹیپ

شہرہ ہو یہ تائید شہ جن و ملک سے
مضمون مرا گھر تو پہنچنے آتے ہین فلک سے

پھر ٹیپ

حمزہ کی قسم دل مرا تنگ آیا ہو مولا
اس ہند نے خادم کا جگر کھایا ہو مولا

پھر ٹیپ

کس طرز کی رونق ہو اس انداز کے آگے
جادو کہین چل سکتا ہو اعجاز کے آگے

پھر ٹیپ

بے مہری افلاک سے گو خاک بسر ہون
ہان عیب بڑا یہ ہی کہ مین اہل ہنر ہون

پھر ٹیپ

مداحون کی خاطر شکنی سہل ہوئی ہے
اب جہل زمانے مین ابوجہل ہوئی ہے

پھر ٹیپ

منکر نہ کرے ہان تو تشکا قیمت بھی نہین ہے
انصاف تو کہتا ہی خداوند یو ہین ہے

محاکمہ

ہر شاعر کا کلام ابتداے مشق اور وسط مشق اور آخر مشق کا ہوتا ہی جس کو ہم نے اول عمر و وسط عمر و آخر عمر مرزا صاحب سے تعبیر کیا ہی۔ جیساکہ ہم اوپر کہہ آئے ہین۔ ملحقات اوس کے علاوہ ہی اور عالی فہمون سے کسی لفظ کا نہ پڑھا جانا اوس پر مزید ہی ملحقات کا عذر مرزا صاحب و میر صاحب کے وارثون نے اکثر کیا ہی۔ جیساکہ تطہیر الاوساخ سے ظاہر ہی جو بجواب انتخاب نقص طبع ہوکر شایع ہوچکا ہی اور شبلی صاحب نے بھی اس عذر کو کتاب موازنہ مین نقل کیا ہی۔
بہرحال شبلی صاحب نے جو کلام مرزا صاحب پر ایراد کیے ہین وہ پانچ طرح پر ہین۔

اول — ایراد بے معنی و بے جا۔

دوم — ابتداے عمر کا کلام۔

سوم — اتہام بر بنائے مشہور عوام —

چہارم — ملحقات —

پنجم — وہ کلام جو شبلی صاحب سے پڑھا نہیں گیا —

پس اول — ایراد بے معنی و بے جا کا جواب خاموشی ہی — اہل فن سمجھتے ہین اور ہنستے ہین — اور وہ ایراد بے معنے وسط عمر و آخر عمر کی بعض تصانیف پر ہی — جو بے ربطگی کے ساتھ درج موازنہ ہی — مرثیہہائے ذیل سے —

گلگونہ شفق جو ملا چہرۂ صبح نے —

احمد دبدبۂ لشکر دو عالم کو ہلا دے —

آدم کا داد رس بنی آدم مین کون ہی —

کوہ بر تیمم پہ جو علی کا گزر ہوا —

پرچم ہی کس علم کا شعاع آفتاب کی —

یارب مجھے مرقع خلد برین دکھا —

کس شیر کی آمد ہی کہ رن کانپ رہا ہی — وغیرہ وغیرہ

پس یہ سب ایراد بے معنی ہی — اگر کہین شک ہو تو اصل سے مطابق کر لو —

شبلی صاحب نے مصاریع ذیل —

ع — مستدعی شق القمر آکر ہوے گمراہ —

ع — ہر کوہ کی آواز انا الطور انا الطور —

ع — لبیک وسعدیک تھا وردِ ملک و حور —

ع — المنتہی یہ ربط یہ ضبط اس وغا مین تھے —

ع — خاص الخلاصہ بنی آدم کمال ہین —

ع – بار وشنا مدایح شاہ کا بیان –

ع – رخ بتینہ صدق کرامات پیمبر –

ع – مستجمع خصائل ملک سیر –

ع – مستغرق روح اوس نے کیا تب غسل و شیر –

ع – لیکر رطب و لید و دم کہنے لگے شاہ –

ع – مبدائی و نقیب و عصا دار و چوبدار –

ع – عرشی فلکی پڑھ کے نقیبانہ پکارے –

اعتراض

یہ الفاظ اگرچہ صحیح ہیں – عربی و فارسی میں مستعمل ہیں لیکن اردو نظم کی سلاست اور روانگی ان کی متحمل نہیں ہوسکتی –

ردّ الموازنہ

اس اعتراض مہمل کا جواب خاموشی ہے – کوئی نہیں بتلا سکتا کہ وہ الفاظ مستعملہ عربی و فارسی کون کون سے ہیں جن کا تحمل باوجود استعمال اردو نظم کی سلاست نہیں کرسکتی تو یہ کیسی مہمل بات ہے – واضح ہو کہ ہر مترجم کو یہ ضرورت واقع ہوتی ہے کہ ترجمے میں الفاظ قلیل الحروف و کثیر المعنے لائے جاتے ہیں کیونکہ اگر ان کے معنی لائیں تو ایک بہت بڑی عبارت ہو جائے باقی الفاظ عربی و فارسی سے خصوصیت دلی کا ہونا – یہ ایک دوسری بات ہے لیکن ع مستدعی شق القمر ہے اس سے بہتر کلام اس جگہ آ ہی نہیں سکتا – اسی طرح ع مستغرق روح ہے کہ اس کے سوا دوسرا کوئی کلام یہاں آسکتا ہے – اور نہ کوئی

ا سکتا ہی

اسی طرح (المنتہی) اک پیارا لفظ ہی — جو المدعا — الغرض — القصہ
المختصر — الحاصل — کے علاوہ اس خلاف سخن کی بدولت ہاتھ آیا —
اسی طرح (سامان حشم و خدم — کے لیے ہمارے پاس
اک لفظ (نقیب) تھا — مرزا صاحب + مبدائی عصا دار —
چوبدار — کا ذخیرہ پایا — بانیہمہ یہ سارے جو مرثیون مین ہین
بعض تو اون مین سے ابتدائی مشق کے ہین اور بعض آخر مشق
کے ہین — رہے ہندی الفاظ — جو آپ کو بہت مرغوب ہین
اون کی حالت یہ ہی کہ اون مین سے بعض ایسے ہین جو نظم و نثر دونو مین
مستعمل نہین — جیسے (چوتڑ) کہ اس کے ہم معنے (سرین اور
اسفل کا) لفظ مستعمل ہی — ہاے اک نہ اک بات اسرار
شاعری سے کہنا پڑتی ہی شبلی صاحب —

بند

اے دبدبۂ نظم دو عالم کو ہلا دے — اے زمزمۂ نطق بلاغت کا صلا دے
اے طنطنۂ طبع جز و کل کو ملا دے — اے معجزۂ فکر فصاحت کو جلا دے
اے پاے بیان معنی تسخیر کو حل کر
اے سیف سخن قاف سے تا قاف عمل کر

اعتراض

یہ مرثیہ میر انیس کے جواب مین ہی — کس زور و شور کی اوٹھان
ہی — کیسے پر رعب الفاظ ہین — لیکن معانی مین بہت کم ربط ہی
طنطنہ کو جز و کل کے ملا دینے سے کیا مطلب —

زمزمہ نطق سے بلاغت کا سلسلہ بانٹنے کے کیا معنی — بیان کی بجلی کو تسخیر سے کیا تعلق ہے — اسی طرح سخن کے دہن کو قاف سے تا قاف عمل کرنے کی کیا خصوصیت ہے —

ردّ الموازنہ

انھیں اعتراضات مہمل کا جواب خاموشی ہے —

پہلا مصرع جو تو وہ تیر ملامت نہیں ہوا — اپنے نکالنے والے کے بشرطیکہ آپ ایسے عالی فہم ہوں تو اس میں بھی اوسی قسم کی مہمل وغیرہ نکال لینگے — یعنے دادی کہسار و بدیہ نظم کیا چیز — کیونکہ نظم کوئی جاندار نہیں ہے — اور پھر نافہموں کے دل چھوڑ کر دو عالم کو کیون ہلائے اور ہلائے تو ہلائے لیکن یہ دو کے کیا — اعوذ باللہ من ہذہ الجہل —

ناظرین باتمکین — آپ کو واللہ ذرا انصاف کرو — اس موازنہ کو دیکھکر میزان حشر کا — اگر وجود ہو — تو خیال کرو کہ اس مطلع میں جو اعتراض بے معنی کا مقطع بنایا گیا ہے — سوا محاسن مضامین و خوبی بندش کے — کہیں شائبہ اعتراض کی بھی گنجایش ممکن نہیں کس ماہر فن کے قلم میں یہ طاقت اور کس شیوہ زبان کی زبان میں یہ طاقت جو اس مطلع کی تعریف و توصیف لکھ پڑھ سکے اوس پر یہ جو شلوٹر — مرزا صاحب کا مقولہ

(کہ شعر با مدرسہ ملا کیسرہ)

صنعت و بیعت ہوگا ہے —

اس سے زیادہ شعر کی بدقسمتی اور کیا ہو سکتی ہے کہ جس کے معنی سمجھنے والے ملا نے صاحب ہوں اور پھر وہی محکم بھی ہوں۔

شعر

وہی قاتل وہی شاہد وہی قاضی ای داغ
اقربا میرے کرین خون کا دعوا کس پہ

حاشیہ

صائب کے کسی شعر میں (یعنی چہ) تھا ملا نے صاحبوں نے فرمایا کہ (یعنی چہ) ہونا چاہیے تاکہ مخاطب حاضر کی رعایت ہو۔
مولوی شبلی صاحب کی دلیل ناپسندی والزام یہ ہے کہ یہ مرثیہ میر صاحب کے جواب میں تصنیف ہوا ہے سو اس کا جواب وہی خاموشی ہے البتہ اک (انجمکی) یاد آئی۔ نقال نقل کیا کرتے ہیں۔ بچے۔ قاف لام۔ پیش + رنج + آگے آئی آپ بند + تغافل + روان + قل یا ابہا الکافرون۔
مطلع مذکور کی طرح اس ٹیپ کا جواب بھی کچھ نہیں۔ جو معترض اعتراض میں لائی گئی ہے۔

۵

پانی تھا ندم خوف سے تیغیں یہ گھٹی تھین
تیغیں نہ کہو شعبین بناموں کی چھٹی تھین

اس مضمون اعلے کو اہل فن کے سوا اور کوئی سمجھ نہیں سکتا۔
دوم۔ مرزا صاحب کا ابتدائے عمر کا کلام۔ بلکہ مرثیے جن کا مقابلہ میر صاحب کی آخر عمر کی تصنیفات سے کیا ہے۔

لیکن وہ باوجود بعد زمانہ اس وقت بھی برابر کی ٹکر کے ہین مثلاً

؎

خیمۂ چرخ سے خورشید جو باہر نکلا

حال حضرت حر رضی اللہ تعالے عنہ —

اس مرثیہ مین میر ضمیر صاحب مرحوم کے لیے دعائیہ مقطع کہا گیا ہی —
یہ مرثیہ مصحفی کے زمانے کا ہی — اسی طرح یہ مرثیہ —

؎

تاریخ جب آئی شہ والا کے سفر کی

اول عمر کی تصنیفات سے ہی —

؎

آ چھوٹے مسافر تجھے چھاتی سے لگالون

اسی مرثیہ مین ہی — جس پر یہ ایراد کیا گیا ہی — کہ چھوٹے مسافر کی جگہ
(ننھے مسافر) کہنا چاہیے — واعجباہ — ایہا الناظرین —
(ننھے مسافر) کہنا اردو کی شرع مین حرام ہی — اس لیے کہ
یہ محاورہ داخل دشنام ہی — کہ فلان شخص کے ننھے منے
(سب چھنے گئے) چنانچہ اسی جہت سے یہ اب متروک ہو گیا —
میر مونس مرحوم نوحہ حضرت سکینہ مین کہتے ہین —

؎

گرتا ہی پسینا کان ہین مجروح مری جان زلفین ہین پریشان
غربت ہی عجب چھوٹی سی میت ہی تمھاری نادان سکینہ

اس جگہ (ننھی میت) نہین کہا —

اور بوستے بھی ہین تو غیر ذوالعقول اشیار کے ساتھ — جیسے
ننھنا سا ماتھا ننھنا سا ہاتھ — افسوس ہر موزمحاورہ مین سے
کچھ نہ کچھ بتانا ہی پڑتا ہے —

بےجا نکتہ چینی کرنے والون کی اک حکایت

اوس وقع پر جبکہ خط مشتمل بہ شہادت حضرت سیدالشہدا
روحی فداہ کربلا سے مدینہ مین آیا اور حضرت عبداللہ شوہر حضرت
زینبؑ برادر حضرت محمد شوہر حضرت اُمّ کلثومؑ — کو پہنچا اور حضرت
صغراؑ کو سنایا تو جہان حادثہ شہادت تھا — اوس سطر پر حضرت
عبداللہ نے انگوٹھا رکھ دیا تاکہ وہ حال جانگداز حضرت صغراؑ نہ دیکھین
تو بزبان حضرت صغراؑ یہ مصرع مرزا صاحب کا ہے —

ع

چھوپھا ہٹا و انگوٹھا سطر دکھلا دو

میر صاحب والون کا یہ اعتراض ہے کہ پہلو ذم کا نکلتا ہے —
حالانکہ (سطر) مین طاے حطی ہے — اور + ستر + مین
تاے قرشت —

مرزا صاحب والون نے کہا کہ میر صاحب نے اس سے
بڑھ کر کہا ہے — جہان حضرت موسےٰ علےٰ نبیّنا وآلہ علیہم السلام کا
حال نظم کیا ہے —

موسےٰ اسے پکڑ یہ ہوا حکم کبریا
وہ ڈر گئے کہ تھا بشریت کا مقتضا

اس مین تو قیامت ہی کا ذم ہے۔ دونو فریق چپ ہو گئے۔
ہم کہتے ہیں کہ یہ کلام دونون صاحبون کا ابتداے عمر کا ہی ہرگز وسط عمر و
آخر عمر کا نہین۔ اور حق تو یہ ہی کہ یہ بحث ہی فضول و مہمل تھی۔
واضح ہو کہ جتنے چھوٹے چھوٹے مرثیے ہند کے حال کے
اور شبیر ین کے حال کے۔ اور حضرت صغرا کے حال کے ہین
وہ سب مرزا صاحب کی ابتداے مشق کے ہین سوا دو مرثیون کے
ایک مشتمل بہ حال شیرین۔

ہ

یارو کریم وہ ہی جو وعدہ وفا کرے

دوسرا مشتمل بہ حال حضرت صغرا

ہ

ہم ہین وطن مین اور طبیعت سفر مین ہے

باقی وہ مرثیہاے مختصر جو سوز خوانون کو کہہ دیئے گئے ہین۔
وہ بھی اگلے زمانے کے ہین۔
بہر حال سیکڑون مرثیے اگلے وقت کے اور سیکڑون مرثیے
وسط مشق و آخر مشق کے ہین۔ جن سے ہر زمانے کی بہار اہل فن کو
معلوم ہو سکتی ہی۔ نہ اون کو جنھین شاعری سے مس نہو
(شاہ حلب) کی روایت کا مرثیہ بھی اگلے وقت کا ہی۔
اک کشمیری مرثیہ کا ترجمہ ہی۔ اور ایسا ہی کہ جس سے بہتر ممکن
نہین ہو سکتا۔ ہائے ناواقفی + کیا وہ نہین گریہ و بکا
نہین کرتین۔ خصوصاً وہ دولہنین جنھین صرف نامزد ہونے پر

تمام عمر رنڈاپا کاٹنا پڑتا ہے — ابھی ایسے خاندان بہت ہین جن کے یہ خیالات ہین — لیکن بات یہ ہے — کہ گانو مین اونٹھ آیا لوگون نے جانا پرمیشر آئے +

اصل جواب یہ ہے — کہ یہ تخییل بر بنائے مراسم عرب ہے — جسے ہم تفصیل آگے بیان کرینگے —

شبلی صاحب —

بند

یہ کہتی تھی کہ آلی ترین بنت مرتضےٰ   تسلیم کرکے بانو نے سر کو جھکا لیا
زینب پکاری بیٹھو ادب میرا ہو چکا   جس کی نہ بات پوچھئے تعظیم اسکی کیا
سب جانتے ہین بیت جناب امیر ہون
گھر مین تمھارے رہتی ہون اس سے حقیر ہون

اعتراض

مرزا صاحب نے جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ کس قدر سفیہانہ اور عامیانہ ہے — یہ خیال کہ چونکہ مین اپنا گھر چھوڑکر تمھارے گھر مین رہتی ہون اس لیئے تم لوگ مجھکو حقیر سمجھتے ہو نہایت پست و مبتذل خیال ہے جو ہرگز حضرت زینب کی متانت اور وقار کے شایان نہین —

ردّ الموازنہ

راست گوئی ہرگز متانت و وقار کے خلاف نہین ہو سکتی —

ع

راستی موجب رضائے خدا است

پس جو واقعات کہ وارد روایت ہین اگرچہ متانت و وقار نسوان ہند کے مخالف ہون — تو بھی اون کا بیان پردۂ کتمان مین نہین رہ سکتا —

تتبع روایات سے صاف ظاہر ہی کہ اکثر قیام حضرت زینبؑ کا اپنے برادران عالی شان کے مکان مین رہتا تھا —

اور اس مصرع مین —

؎

گھر مین تمھارے رہتی ہون اس سے حقیر ہون

یہ مضمون — طعنیۃً ہی نہ حقیقتہً — کیونکہ اہل بیت اون حضرت کا ادب فرض مین سمجھتے تھے — لیکن یہ مضمون در حقیقت فارسی کتاب خوانون کا ہی — کیونکہ اونھین صاحبون سے اکثر سُنا گیا ہی — جسے مرزا صاحب نے اُردو مین نظم کر دیا ہی (یہ مرثیہ بھی اوائل مشق کا ہی +

شبلی صاحب —

حال حضرت سکنیہؑ

بند

زینبؑ نے رو کے بانوئے مغموم سے کہا — بے آس ہو نہ بھابی ہی غش مین یہ لقا
اور مر گئی تو خیر جو اللہ کی رضا — اب اسکے رفع غش کی ہی اسوقت یہ دوا

ہی عاشق حسینؑ یہ پیاری حسینؑ کی
سب غل کرین کہ آئی سواری حسینؑ کی

اعتراض

تشکین و تسلی دینے مین یہ کہنا کہ خیر مرگئی تو کیا کروگی جو اللہ کی رضا
کس قدر نا موزون اور خلاف عادت ہے۔

ردّ الموازنہ

اہلبیت علیہم السلام کی رضا جوئی خدا کا حال آپ کیا جانین
محض خبر مرگ کیا چیز ہے۔ جب کربلا مین اون حضرت کو یہ
معلوم ہوگیا کہ خدا کی مرضی یہی ہے کہ ہم اس کرب و بلا مین
مبتلا ہون تو وہ تعویذ حفاظت جو نانے پر حضرت سید الشہدا
روحی فداہٗ باندھے ہوئے تھے کھول ڈالے ۔ اور پھر کسی
بی بی نے بلکہ کسی کنیز نے بھی ردّ بلا کی دعا نہین کی ۔ بلکہ
اپنے صبر و رضا پر مستقل رہنے کی دعا کرتے رہے (سبحان اللہ
عمّا یصفون) یہ مرثیہ بھی مصحفی کے زمانے کا ہے۔ مطلع یہ ہے ۔

۵

جب قیدیون کو راہ مین ماہ صفر ہوا

شبلی صاحب

بند

کہا سجادؑ سے کبرٰؑ نے یہ اوسدم رو رو بھائی صاحب مرے دولہا کو بھی تم دفن کرو
تا مجاور ہین ہون کھول کے اپنے سر کو کہا کبرٰ سے یہ سجادؑ حزین نے کہ چلو
ٹکڑے لاشے کے ہم بادل غمناک کرین
قاسم ابن حسن کو بھی تہہ خاک کرین

اعتراض

ایک رات کی بیاہی ہوئی عورت کا اپنے بھائی سے یہ کہنا کہ

میرے دولہا کو بھی دفن کرو کس قدر خلاف عادت ہے۔

ردّ الموازنہ

مطلع مرثیہ

۵

جبکہ سجادؑ حزین قید ستم سے چھوٹے

یہ مرثیہ مصحفی کے زمانے کا ہے۔

واضح ہو کہ۔ مرثیوں میں کہیں مراسم نسوان ہند کے بموجب تخئیل ہوتی ہے۔ اور کہیں مراسم عرب کے بموجب تخئیل ہوتی ہے اور حقیقتۃً اسی کی رعایت چاہیے پس یہ مقولہ حضرت کبراؑ کا بموجب رسم عرب۔ خلاف عادت نہیں ہے۔

(استدلال)

یہ ہے کہ خود حضرت رسولؐ خدا کا فرمانا حضرت سیدہ صدیقہ کبراؑ سے وقت قرار داد نسبت۔ کہ علیؑ مجمع فضائل ہیں۔ اور بہت سے مراتب اون حضرت کے بیان فرما کر حضرت سیدہ کے دل سے حضرت علی مرتضےٰؑ کی فقیری کا خیال جو باعث ملال تھا۔ اوس کا رفع فرمانا۔ یہ کب مراسم مذکور و نسوان ہند کے مطابق ہے اس کے علاوہ جو اذکار اشفاق رسولؐ اللہ کے ام المومنین عایشہ سے بہ نسبت خود وارد ہیں۔ کب مراسم نسوان ہند کے موافق ہیں۔

شبلی صاحب۔

بند

یہ بات سن کے بنتِ شہ نے گھونگھٹ الٹ لیا عباسؑ کو حسینؑ کو اکبرؑ کو دی صدا
صدقے ہیں تم یہاں سے سرک جاؤ تم ذرا تم سب کے آگے روتے ہوئے آئے گی حیا

ماتم کا ہے ہجوم دل پاش پاش پر
جی بھر کے رو لے یہ بیبی قاسم کی لاش پر

اعتراض

مرثیہ گویوں نے اہل حرم کے عادات مراسم ہندوستان کے شرفا کی مستورات کے مطابق فرض کیے ہیں۔ پس حضرت کبریٰ کا اپنے باپ چچا بھائی سے یہ کہنا کہ تم لوگ یہاں سے سرک جاؤیں اپنے شوہر پر نوحہ کرنا چاہتی ہوں۔ کس قدر بے شرمی ہے۔ طرّہ یہ کہ یہ بھی کہتی ہیں کہ تم سب کے آگے روتے ہوئے شرم آئے گی لیکن یہ کہتے ہوئے شرم نہ آئی۔

ردّ الموازنہ

مطلع مرثیہ

خیمہ سے شہ کے قدرت حق کا ظہور ہے

یہ مرثیہ بھی مصحفی کے زمانے کا ہے۔ لیکن ۔۔ افسوس ہزار افسوس اعتراض کرنے کی بھی لیاقت چاہیے۔ خیر ۔ اس بند کے قبل جو بند ہے وہ نہیں لکھا گیا۔

بند

ناگاہ کی یہ فاطمہ کبریٰ نے گفتگو لوگو کوئی ذرا مرے والی سے پوچھ لو
گھونگھٹ ہیں الٹوں بال ہیں کھولوں جو تم کہو ماں بولی اب نہ شرم کرو سر کو کھو و

سر ننگے تم کو جانا ہی بلوا ہے عام مین
چھٹنے گا شمر اوڑھنی آکر خیام مین

یہ بات سُنکے بنتِ زہرا نے گھونگھٹ الٹ دیا عباسؑ کو حسینؑ کو اکبرؑ کو دی صدا
یعنی حضرت شہر بانوؑ نے صدا دی۔ کیونکہ ابھی اونھین کا مقولہ
چلا آتا ہی بند سابق کے اس چھٹے مصرع سے۔

س

مان بولی اب نہ شرم کرو سر کو کھولدو
پس یہ قول حضرت کبراؑ کا نہین ہی۔ جو اپنی خوش فہمی سے
مولوی صاحب سمجھے ہین۔ کیونکہ اگر وہ مقولہ حضرت کبراؑ کا
ہوتا تو چھٹا مصرع بند اعتراض شدہ کا یون ہوتا۔

س

جی بھر کے رولون مین بنتِ قاسمؑ کی لاش پہ
حالانکہ یہ مصرع خود شبلی صاحب نے یون نقل کیا ہی۔ جو دراصل تھا۔

س

جی بھر کے رولے یہ بنتِ قاسمؑ کی لاش پہ
پس یہ اشارہ شاہد ہی کہ حضرت کبراؑ کی جانب ہی فافہم۔
مجھے سخت حیرت ہی کہ جب معنی کلام تک سمجھ مین نہ آئین تو اعتراض
کرتے ہوئے شرم نہ آئی۔

شبلی صاحب۔

س

اکبرؑ سے مین گذری مرنے والی کو لے آؤ

بزبانی حضرت شہربانوؑ۔ (بنو ارلیع)

اعتراض

کوئی بی بی اپنے فرزند کے مقابل۔ شوہر کو اتنا عزیز نہین رکھتی۔

ردّ الموازنہ

افسوس ہزار افسوس۔ خاندان رسالت سے بڑھکر کون اہل عزت ہوسکتا ہی اور اہل عزت عزت کے آگے کسی کو عزیز نہین رکھتے سوا ایمان کے از بسکہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے زندہ رہنے مین۔ ہتک حرمت و بے پردگی سے امن متصور تھا اس وجہ سے یہ قول عین مقتضائے وقت پر ہی۔ لیکن بات یہ ہی کہ اس مضمون کو سوا اہل عزت کے اور کوئی سمجھ نہین سکتا علاوہ مادر حضرت علی اکبرؑ کے کہ یہ تو ناموس الٰہی کی ناموس تھین۔ جملہ مخدرات علیا۔ اور بعض نسوان اصحاب کرام مثل مادر حضرت وہب ان سب نے اپنے فرزندون کو بکمال رضامندی واصرار حضرت سید الشہدا روحی فداہ سے رخصت دلوا کر اون حضرت پر نثار کیا۔ سبحان اللہ۔ کیا دیندار و وفاشعار وہ عورتین تھین کہ جو اس دار فانی مین باقی نہ رہین لیکن اون کا احسان خدا و رسولؐ پر تا ابد باقی رہ گیا۔

سوم۔ اتہام و افترا

شبلی صاحب۔

۵

زیر قدم والدہ فردوس بریں ہے

یہ مصرع مرزا صاحب کی طرف منسوب کیا ہے۔

ردّ المواز نہ

یہ مصرع حکیم قدیر الدولہ مرحوم متخلص بہ قدیر کا ہے اس مرثیہ مین۔

ع

ارشاد مجھے آج یہ ہے لوح و قلم سے

پورا بند یون ہے۔

بند

اماں کی اطاعت نکرون مین تو خطا ہے	زیر قدم والدہ فردوس علا ہے
زینب کا ادب والدہ صاحب سے سوا ہے	بیٹا مجھے اپنا پھوپی اماں نے کیا ہے

تو جانتا ہے مجھ پہ جو احسان کیئے ہین

پالا بھی ہے اور بیٹے بھی قربان کیئے ہین

جواب مصراع دوم کے بابتہ یہ ہے۔ کہ شاعر خواہ مثل خواہ محاورہ نظم کرے خواہ مضمون اون دونون کا البتہ مضمون کی حالت مین اوس کو مثل و محاورہ نہ کہینگے۔ پس حکیم صاحب مرحوم نے یہ کب دعوا کیا ہے کہ اس جگہ مثل یا محاورہ نظم کیا ہے۔

یہ مرثیہ چھپی ہوئی جلدون مین بھی ہے مین ہے الحاق سے محفوظ رہا ہے لیکن اتہام سے محفوظ نہ رہ سکا۔

شبلی صاحب۔ یہ ٹیپ تعریف تیغ مین۔ مرزا صاحب کیطرف منسوب کرتے ہین۔

ٹیپ

جب خون مین بھری فوج کے انبوہ سے نکلی
غل یہ تھا کہ وہ لال پری کوہ سے نکلی

ردّ المواز نہ

استغفر اللہ — یہ ٹیپ نہ جانے کس مسخرے کی ہی — ہرگز مرزا صاحب کی نہین نہ مطبوعہ ہی — نہ ملحقات سے ہی — اگر کہیے کہ ہم نے اس کو تصنیفات مرزا صاحب سے سنا ہی — تو سنی سنائی باتون کا کیا اعتبار ہی — چنانچہ بعض اشعار جو شبلی صاحب کے نام نامی سے معروف ہین — جن کے راوی مجہول ہین — ہم نے بھی سُنے ہین — مگر ہم کو اس باب مین نہ یقین ہی نہ شک ہم ہرگز شبلی صاحب کی طرح سُنی ہوئی باتون پر اعتبار نہ کرینگے —

مطلع کسی غزل کا

شعر

جو لایا ناقۂ شیرین کو قیس حجرے مین
تو شتر حجرے مین تھا اور حجر شتر مین

چونکہ یہ شعر بے معنی ہونے مین موازنہ کا ہم پلہ ہی — تو دھوکا دیتا ہی — کہ شاید اون کا ہو —
لیکن دوسرا مطلع معشوق کی ہجو مین — کیونکہ ہجو بھی اک صنعت شاعری مین ہی —

شعر

موتا جو میرے یار نے جھُل جھُل جھُلل جھُلل
کیا تلتلی چلی ہی کہ تل تل تلل تلل

اس پر تو دھوکا بھی نہین ہوتا اس سبب سے کہ آٹھ قافیون کی بھر مار سخت دشوار ہی — اور پھر صنعت اشتقاق — جس سے مولوی صاحب کو سخت نفرت ہی — یا انھین نہین کیا بحث — منسوب کرنے والے جانین اور مولوی صاحب مانین — یا نہ مانین —

چہارم ملحقات

شبلی صاحب —

ف

فرمایا مین حسین علیہ السلام ہون

مرزا صاحب کے نام سے درج موازنہ ہی —

ردّ الموازنہ

یہ مصرع — مرزا صاحب کا نہین ملحقات سے ہی البتہ یہ ٹیپ مرزا صاحب کی ہی — قیس والے مرثیہ مین —

ٹیپ

مجروح تیغ و خنجر و تیر و سنین ہین
ای عاشق حسینؑ ہمین تو حسینؑ ہین

حضرت سید الشہدا روحی فداہ کا قیس سے فرمانا جبکہ اوس نے حضرت کو نہ پہچانا —

شبلی صاحب — مرزا صاحب نے اس واقعہ کو اک اور مرثیہ مین لکھا ہی اور وہان تو حد کر دی ہی —

بند

ناگاہ شہ نے لاش اوٹھائی بصد بکا | گبرا کے ہاتھ باندھ کے تب شاہ سے کہا
ہم کچھ کہین جو بابئے اے شاہ کربلا | احسان ہوگا لاش کو رکھ دیجیئے ذرا

بالین پہ بیٹھیں سر پہ ذرا خاک ڈال لین
ہم بھی کچھ اپنے دل کی تمنا نکال لین

ردّ الموازنہ

مطلع مرثیہ

ص

خورشید کا طلوع ہی برج خیام سے

یہ مرثیہ بھی ابتدائے مشق کا ہی - باسٹھ ۶۲ بند کے بعد مقطع ہے
اصل مرثیہ مین - جہان سے یہ بند ہی -

ص

ناگاہ شہ نے لاش اوٹھائی بصد بکا

اس سمیت - ساٹھ بند ملحقات سے ہین - ہر چند یہان بھی
وہی (رسم عرب) کا جواب کافی ہونا - لیکن بخیال حقیقت حال
(ملحقات) کہا گیا - اسی طرح -

ٹیپ

محبوب ہون خدائے ذوالاحترام کا
نانا ہون مین حسین علیہ السلام کا

کلام مرزا صاحب سے نہین ملحقات مین سے ہی -
واضح ہو کہ - مرثیون مین بعض بندون کا الحاق اور ٹیپون کا
الصاق تو اک طرف پورے پورے مرثیے -

دیگر مصنفین کے مطبوعہ جلدون مین شامل ہوگئے ہین چنانچہ
شیخ گوہر علی صاحب مشیر مرحوم کا یہ مرثیہ —

س ۵

شاہون سے کم نہین ہین غلامانِ مرتضےٰؑ

تمام وکمال — جلدون مین داخل ہی — وائے بر اہل مطبع —
یہی حال میر صاحب مرحوم کی جلدون کا ہی — کہ کلام غیر شامل ہی
جس کی تصدیق تطہیر الاوساخ مین میر نفیس صاحب مرحوم نے
کی ہی — اسی الحاق نے شبلی صاحب کو بھی دھوکا دیا کہ
مرزا صاحب کا بعض کلام موازنہ مین میر صاحب کے نام سے
درج کر دیا ہی — وہ یہ ہی —

رباعی

جو روضہ مین باریاب ہوجاتا ہی — وہ کام مین کامیاب ہو جاتا ہی
جلتا ہی جو شب کو قبر حیدرؑ پہ چراغ — وہ صبح کو آفتاب ہو جاتا ہی

دوسرا مصرع بے معنی ہی باوجود اس کے طرفداری شدید نے
لکھوا دیا حالانکہ میر صاحب کی تو شان ارفع ہی — اون کے
ادنے شاگرد بھی ایسا بے معنی مصرع نہ کہین گے — دراصل یہ رباعی
مرزا صاحب کی ہی اور اس طرح پر ہی —

رباعی

جو روضہ مین باریاب ہو جاتا ہی — وہ اوج مین لاجواب ہو جاتا ہی
جلتا ہی جو شب کو قبر حیدرؑ پہ چراغ — وہ صبح کو آفتاب ہو جاتا ہی

اور انھین قافیون مین بہت سی رباعیان ہین جن مین سے

یہ دو اور لکھی جاتی ہین۔

رباعی

ہر عیش نجف مین خواب ہوجاتا ہی
ہر عطر حیا سے آب ہو جاتا ہی
روضہ مین وہ تازگی ہی جو شمع کا گل
گرتے گرتے گلاب ہوجاتا ہی

رباعی

جب فضل ابوتراب ہو جاتا ہی
تقدیر کو انقلاب ہو جاتا ہی
بنتی ہی شراب تو نجف مین سرکا
زائر کا گنہ ثواب ہوجاتا ہی

نجم۔ جو مصاریع و الفاظ شبلی صاحب سے پڑھے نہین گئے شبلی صاحب نے۔

ب

اب رایت زبان سے علم کرون

یہ مصرع ناموزون لکھ دیا ہی اصل مین یون ہی۔

ب

اب رایت زبان سر منبر علم کرون

شبلی صاحب نے اک بند کے دو مصراع اولے مین لکھا ہی۔

ب

نام جبین ہی مشرق خورشید ہر امید
ہی صبح صادق اسکی گواہی مین روسفید

دراصل پہلے مصرع مین (نام جبین) کی جگہ (لوح جبین ہی۔
اور دوسرے مصرع مین ۔ گواہی کے بعد + مین + کی جگہ
(سے) ہی اور ایک جگہ ۔ شبلی صاحب سے جو پڑھا نہین گیا
تو جھنجھلا کر غضب ڈھایا ہی مجسم خوش فہمی و کھلائی ہے۔

طفل ابجد خوان کیا کسی سے بھی ممکن نہیں۔

ٹیپ

بنی جبین و لب سے حسین و خلیل ہے   سر پہ ہے عرش زیرِ قدم سلسبیل ہے

لفظ (حسین) پر (ع) عین علیہ السلام کا بنایا ہے + خلیل پر نقطہ دیا ہے جس کی وجہ سے وہ مصرع بے معنی ہو گیا۔ حالانکہ در اصل (حَسِین) بروزن (جبین) بمعنی صاحب حسن ہے۔ اور (جلیل) بجیم اول جلالت سے بزرگی کے معنی میں ہے۔ کیوں صاحب اس میں تو کوئی شرمندگی کی بات نہیں ہے نہ پڑھا جائے تو کیا کیا جائے۔

اس مصرع کو۔

مانند سیم مرگ میانِ کمر گئی

لکھا ہے۔ حالانکہ

مانند بیم مرگ میانِ کمر گئی

اصل میں ہے۔ پھر یہ مصرع

ملبوسِ قلم کار نہ دون سے ہے نہ پرانا

غلط لکھا ہے اصل میں یوں ہے۔

ملبوسِ قلم کار نہ دون ہے یہ پرانا

اسی طرح اکثر مصرع اور اکثر بیتین غلط لکھی ہین بخیال طول اون کا لکھنا فضول ہی — جہان ناظرین + بے معنی — پائین اصل سے مطابق فرمائین —

(معذرت)

ازبسکہ دونو پلڑے موازنہ کے جنس خود پسندی و اغلاط و الحاق و اتہام سے مملو ہین — کوئی کہان تک پاک و صاف کرے لہذا مابقی ردّ موازنہ سے ہاتھہ اوٹھایا — اوران چند سطور کا نام (ردّ الموازنہ) رکھا — ازبسکہ شبلی صاحب کا کلام موزون بھی اسی نثر موازنہ کا ہم پلّہ ہی — ہر ترکیب نئی — جو کسی فارسی والے کو نہین سوجھی اور نہ کسی اُردو والے نے کبھی سُنی — انوکھی بندشین — نرالے مضامین — حق یہ ہی — کہ کوئی بے شمار لغزشون کا احاطہ نہین کرسکتا — لہذا اس بحث کو بھی قلم انداز کیا — مگر آئندہ اوس کلام کے لطایف اہل نظر کو دکھائینگے — جن مین سوا شبلی کے کہین بھدّے پن کا لگاؤ بھی نہ ہوگا اور ہم اون لطایف کو — شبلی صاحب کی تاریخ ادب دیکھنے کے بعد لکھینگے تاکہ ہماری طرف سے شدنہ ہو — کیونکہ ہم لوگون کے یہان بے مواد نزاع کے لڑائی جھگڑا نہین ہی فقط

تمت

قطعہ تاریخ مصنفہ فلک الافلاک معانی وسخندانی

جناب میر حسن افضل صاحب بدر صاحبزادہ

جناب مؤلف ممدوح

شبلی نعمانی نے جو کہانی — خواہان شہرت کے مثلِ شاخ

تالیف میں ہاجیوں کی کیا خوب — حضرت نے لگائی ایک نئی شاخ

سن ہر دو موازنہ کے لکھ بدر — ایجاد جدید ردِّ گستاخ

۱۳۲۵ ہجری

قطعۂ تاریخ مصنفہ شاعر عدیم المثال جناب میر

عابد حسین صاحب متخلص بہ عابد

بارک اللہ دیا آپ نے شبلی کو جواب — مرحبا خوب کہ ہے پُر نور و ضیا گلدستہ

سال تالیف کی تاریخ کہی عابد نے — آج بے مثل زمانے میں چھپا گلدستہ

۱۳۲۵ ہجری

تاریخ طبع مصنفہ شاعر بے عدیل جناب مولوی

عبدالرحیم صاحب کلیم لکھنوی

افضل علی نوشت چہ ردّ الموازنہ	گوئی کہ کرد طے بدمو این تمام زشت
ہست اندرین رسالہ انیس و دبیر را	حالات زندگانی و بل جملہ سرگذشت
ہجری رقم کند سخن طبعش کلیم خوب	ردّ الموازنہ ہمہ میزان عدل گشت
	۱۳۲۶ ہجری

قطعہ تاریخ از جناب مؤلف ممدوح

مظلوم حسینؑ امام بیکس	مشہور بکربلا شہید است
اذکارش خوب نظم کردند	میر و مرزا بفن وحید است
شبلی نعمانی بعد نساخ	نا واقف و معترض مزید است
بے اصل موازنہ رقم کرد	نزدیک خرد لبسا بعید است
سالِ ردّ الموازنہ شو	نذرِ شبلی با یزید است
	۱۳۲۶ ہجری

دفتر تصویر عالم سے بارسال قیمت پیشگی یا بذریعہ ویلیو روانہ ہو سکتی ہیں

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
دیوان خزینہ خیال اما	عہ؍	سخن مومن جان دہلوی	۹؍	کلیات مولفہ مصنفہ		سوانح عمری بیان	
دیوان آغا حجو صاحب		دیوان ناسخ استاد شیخ		مولوی عبدالغفور خان بہادر	۶؍	نظیر حسمین نظیر اکبرآبادی	
شرف شاگرد آتش	عہ؍	امام بخش ناسخ لکھنوی	۱۲؍	یہ کلیات نہیں شامل دس		کے حالات وخیالات	
کلیات صحبائی	۱۲؍	کلیات آتش استاد		رسالہ ہیں از انجملہ بعض		سے انگریزی اصول	
دیوان عالم خاص محل	۴؍	خواجہ حیدر علی آتش		حسب ذیل علیحدہ بھی		تذکرہ نویسی پر تفصیلا	
گلزار داغ	عہ؍	لکھنوی	۸؍	فروخت ہوتے ہیں		بحث کی گئی ہے مولفہ	
آفتاب داغ	۱۲؍	کلیات نعتیہ مجید		(۱) شاہد عشرت	۹؍	جناب مولوی سید	
انتخاب داغ	عہ؍	مصنفہ مولوی		(۲) سخن شعرا	۱۵؍	محمد عبدالغفور صاحب	
دیوان شیخ		عبدالمجید خان	عہ؍	(۳) زبان ریختہ	۹؍	شہباز پروفیسر	
محمد جان صاحب مرحوم		کلیات امیر اللہ تسلیم		(۴) قطعہ منتخب	۳؍	اورنگ آباد کالج	عہ؍
شاد پیروی میر	۸؍	شاگرد حضرت نسیم دہلوی	۱۲؍	کلیات صنعت عجیب صنعت	۹؍	دیوان وقار مصنفہ	
دیوان منتہی مرزا		کلیات میر تقی استاد		دیوان مہر مصنفہ مرزا		راجہ کشن کمار صاحب	
مستیا بیگ شاگرد آتش	عہ؍	مسلم الثبوت سخنوری	عہ؍	حاتم علی بیگ صاحب مہر	عہ؍	متخلص بہ وقار رئیس	
کلیات ظفر از حضرت		کلیات سودا استاد		دیوان شاہ تراب		مشہور بلاری ضلع	
سراج الدین ظفر بادشاہ		مسلم معروف	عہ؍	کلام مشہور عارف باللہ		مراد آباد	۱۰؍
ہر چہار جلد کامل ونیز حصہ	عہ؍	کلیات انشاء اللہ		کاکوروی	۱۱؍	بہارستان اشعار	
انتخاب کلیات ظفر	۲؍	خان شاعر نامی	عہ؍	کلیات نظیر اکبرآبادی	۲؍	مصنفہ راجہ کشن کمار	
کلیات مومن استاد		کلیات ناسخ عمدہ		زندگانی بے نظیر یعنی		صاحب متخلص وقار	۳؍

دیوان ضیائے اختر مصنفہ جناب سید محمد اختر صاحب اختر شاگرد رشید داغ دہلوی مرحوم ۱۲؍

کلیات نظیر اکبرآبادی		فریاد داغ	۳/	تین استاد کا کلام		دیوان عاشق از
مصنفہ و مرتبہ منشی		دیوان رند مشہور		ہموزن و ہم ردیف		پنڈت کنھیا لال
عبدالغفور صاحب		از نواب سید محمد		ناسخ و آتش و آباد		دیوان واسطی کلام
شہبازی	عما/	خان رند	۶/	از مہدی حسین خان	۷/	سید فضل رسول خان
کلیات صفدر مولفہ		دیوان غالب از مرزا		دیوان لطف از حافظ		تعلقدار سنڈیلہ
نواب صفدر علیخاں صاحب انصاری	عمر	اسد اللہ خان غالب		لطف علیخان بریلوی	۳/	دیوان ضامن از
کلیات وہبی کلام		دہلوی	۳/	دیوان نیاز کلام		سید ضامن علیشاہ
سخنور کامل منشی شیو		دیوان مرغوب جہان		حضرت شاہ نیاز احمد		مظہر عشق معروف بہ
پرشاد دو قسم کاغذ		کلام سید تجمل حسین		بریلوی	۲/	دیوان قلق مصنفہ
(۱) کاغذ سفید چکنا	۹/	خان	۸/	شرح یوسفی دیوان		خواجہ محمد وزیر صاحب
(۲) کاغذ سفید ریشمی	۷/	دیوان امیر موسوم بہ		حافظ از مولوی محمد		لکھنوی
دیوان غافل۔ از		مراۃ الغیب استاد بے نظیر	۱۱/	یوسف علی شاہ چشتی		دیوان شایستہ پاسخ
منور خان غافل۔	۴/	دیوان خواجہ میر درد		نظامی	۴/	یعنی ہم قافیہ و ہم بحر
دیوان ذوق دہلوی		دہلوی عارف ولی	۲/	دیوان نعت سروری		بمقابلہ غزلیات ناسخ
استاد معروف	سیر	دیوان بہار عرب		از مفتی غلام سرور		لکھنوی از منشی
دیوان فدا جلد ثانی	۴/	کلام مولوی محمد نذیر		لاہوری	۴/	ہرچند رائے
نظم نگارین چھٹا دیوان جناب		متخلص بہ حافظ	۱/	دیوان جرار از		دیوان حمد ایزدی
حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی	عہ/	بہارستان سخن		مرزا حسین صاحب	سیر	مفتی غلام سرور لاہوری
منتخب الاشعار چیدہ		چمن بے نظیر شعرای		دیوان گویا کلام محمد		ایضاً حسب مراتب بالا
چیدہ استادوں کا کلام		نامی فارسی و اردو کا		فقیر خان بہادر رسالدار		گلدستہ امانت از
یکجائی اردو فارسی	۴/	کلام چیدہ	۱۱/	متخلص بہ گویا کاغذ سفید	۱/	مصنف اندر سبھا

علاوہ بریں جملہ قسم کی کتابیں تصویر عالم پریس لکھنو سے طلب فرمائیے مالک سید محمد